20

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

24 تا 30 مئی 2007ء/6 تا 12 جمادی الاوّل 428

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

مذہبی سیاسی جماعتوں کے لئے لمحۂ فکریہ

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے

حق گو اور صداقت شعار مشیر

'رسائل نور'

مجھے پردے سے کیسے محبت ہوئی

شخصیت

تفہیم المسائل

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

سدِّ سکندری

اگر آپ اہل یورپ و امریکہ سے کہیں، اے علم و ادب اور ذرائع ابلاغ کے ذمّہ دارو! اے شاعرو اور ادیبو! اے یورپ کے اہلِ قلم! بڑے ڈرنے کا مقام ہے کہ دنیا ہلاکت و بربادی کی طرف جا رہی ہے، دنیا میں ظلم و ستم عام ہو رہا ہے، سود کا جال پھیلتا جا رہا ہے، دنیا محض تجارت کی ایک منڈی بن گئی ہے، جس میں صرف خریدار و گاہک کا وجود ہے، تو اس کی ہزار درجہ میں بھی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ ہوگی، کیونکہ وہ آسمانی ہدایت سے ناتا توڑ چکے ہیں۔ اب صرف ایک اُمّت مسلمہ رہ گئی ہے، جس کے نزدیک خالق و مخلوق اور اُن کے باہمی ربط کے معنی باقی ہیں اور جس کا عقیدہ ہے کہ آدمی کی ساری زندگی یعنی عقائد و اعمال، باہمی تعلقات و اخلاقیات، اور اقتصادیات و سیاست آسمانی ہدایت کے تابع ہے۔ علاّمہ اقبالؔ نے ابلیس کے حوالہ سے ایک بہت بڑی عالمی حقیقت کا اظہار کیا ہے ؎

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات

احتسابِ کائنات کا فریضہ اس اُمت کے ذمّہ کیا گیا ہے، دنیا کس طرف جا رہی ہے، کیا رجحانات کام کر رہے ہیں؟ اس کی فکر اُسی اُمّت کو ہونی چاہیے۔ یہ دین اُن اصولوں اور تعلیمات پر مبنی ہے، اور اس شریعت پر مشتمل ہے، جو ابلیسی نظام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ، اور ''سدِّ سکندری'' ہے۔

کاروانِ زندگی

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

الھدیٰ (279)

سورۃ المائدہ
(آیات: 104تا105)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٤﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾﴾

’’اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے کہ اس کی اور رسول ﷺ اللہ کی طرف رجوع کرو، تو کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے۔ بھلا اگر اُن کے باپ دادا نہ تو کچھ جانتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں (تب بھی؟)۔ اے ایمان والو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اُس وقت وہ تم کو تمہارے سب کاموں سے جو (دنیا میں) کئے تھے، آگاہ کرے گا (اور اُن کا بدلہ دے گا)۔‘‘

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور آؤ! اللہ کے رسول ﷺ کی طرف، تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے آپنے آباء واجداد کو پایا۔ اُن کی رسومات و روایات صحیح ہیں۔ ہمارے بزرگ عرصے سے یہ کام کرتے چلے آ رہے تھے۔ تو وہ کوئی جاہل تھوڑا ہی تھے۔ ایسی باتیں آج بھی آپ لوگوں سے سنتے ہیں۔ کسی رسم کے بارے میں کہیں کہ بھئی اس کی دین میں کوئی سند نہیں، نہ حضور ﷺ سے ثابت ہے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ہاں اس کا وجود تھا، تو اُن پر کم ہی اثر ہوتا ہے۔ لوگ رسومات پر اتنے پختہ ہوتے ہیں کہ انہیں چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ خواہ اُن کے آباء واجداد ایسے رہے ہوں کہ نہ اُنہیں کوئی علم حاصل ہوا ہو اور نہ ہی وہ ہدایت پر ہوں۔ وہ لوگ بھی تمہاری طرح اللہ کی مخلوق تھے، جیسے تم غلط کام کر سکتے اور غلط آراء قائم کر سکتے ہو، ویسے ہی وہ بھی غلط کار ہو سکتے ہیں۔

’’يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ......‘‘ یہ بہت اہم آیت ہے، اے لوگو، جو ایمان لائے ہو تم پر صرف اپنی جان کی ذمہ داری ہے۔ جو کوئی گمراہ ہو جائے وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، جبکہ تم ہدایت پر ہو۔ اس آیت کے مفہوم کے بارے میں دورِ صحابہؓ میں ہی لوگوں کو اشتباہ ہوا، بعض لوگوں نے سمجھا کہ ہم پر صرف اپنی ذمہ داری ہے، ہمیں اپنا عمل درست رکھنا ہے۔ ہم پر دعوت اور تبلیغ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ کوئی اور غلط کام کرتا ہے تو کیا کرے، ہمیں اُس سے کیا غرض، ہم کیوں اس کو روکیں، اور اس کی ناراضی مول لوں۔ گویا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ اس غلط فہمی کے ازالے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے خطبہ دیا اور اس آیت کا صحیح مطلب بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ تمہاری تمام تر کوشش اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جدوجہد کے باوجود اگر کوئی شخص گمراہ رہتا ہے تو اُس کی گمراہی کا کوئی وبال تم پر نہیں۔ یہ اُسی طرح کی بات ہے جیسے قرآن حکیم میں کئی بار نبی اکرم ﷺ سے فرمایا گیا کہ اے نبی (ﷺ)! جہنمیوں کے بارے میں آپؐ سے کوئی باز پرس نہیں ہو گی۔ یعنی یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ ہم نے آپؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا، پھر یہ قوم کیوں جہنم میں چلی گئی۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ تم سب کو لوٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے، اور وہ تمہیں جتلا دے گا جو تم کرتے رہے تھے۔ کسی نے اگر اپنے بچے کی تربیت میں امکانی حد تک کوشش کی ہے مگر پھر بھی وہ بگڑ گیا تو باپ پر اس کا کوئی وبال نہیں آئے گا۔

فرمان نبویؐ
پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

ہدیہ دِلوں کی کدورت دور کرتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

((تَهَادَوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ’’آپس میں ہدیے، تحفے دیا کرو۔ ہدیہ سینوں کی کدورت و رنجش دور کر دیتا ہے اور ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر اور کمتر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کے کھر کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

تشریح: ہدیے تحفے دینے سے باہمی رنجشوں اور کدورتوں کا دور ہونا، دلوں میں جوڑ، تعلقات میں خوشگواری پیدا ہونا بدیہی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس زریں ہدایت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں جو یہ اضافہ ہے کہ ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کے لئے بکری کے کھر کے ٹکڑے کے ہدیہ کو بھی حقیر نہ سمجھے، اس سے حضور ﷺ کا مقصد بظاہر یہ ہے کہ ہدیہ دینے کے لئے ضروری نہیں کہ بہت بڑھیا ہی چیز ہو، اگر اس کی پابندی اور اس کا اہتمام کیا جائے گا تو ہدیہ دینے کی نوبت بہت کم آئے گی۔ اس لئے بالفرض اگر گھر میں بکری کے پائے پکے ہیں تو پڑوسن کو بھیجنے کے لئے اس کے ایک ٹکڑے کو بھی حقیر نہ سمجھا جائے، وہی بھیج دیا جائے۔

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 16 — 24 تا 30 مئی 2007ء — 6 تا 12 جمادی الاول 1428ھ — شمارہ 20

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعدؔ طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا.........(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایوب بیگ مرزا

مذہبی سیاسی جماعتوں کے لئے لمحہ فکریہ!

عدالتی بحران کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے، ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ہماری رائے میں ہمارے سیاسی، فوجی اور مذہبی رہنما صورتِ حال کا صحیح ادراک نہیں رکھتے۔ وہ ذہنی اور فکری افلاس کا شکار ہیں۔ دور بینی، دور اندیشی اور پاکستان اور اسلام کے حوالہ سے کوئی لانگ ٹرم منصوبہ بندی کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ درحقیقت روزِ اوّل سے ہمارے رہنما صرف اقتدار و اختیار کی جنگ لڑتے رہے ہیں۔ ہدف ہمیشہ افراد رہے، کسی کو تخت سے نیچے پٹخ دینا اور کسی کو تخت پر لا بٹھانا۔ اُن کا ہدف کبھی نظریہ نہیں رہا۔ لہٰذا سوچ، غور و خوض اور عمل کے لحاظ سے بھی یہ لوگ دیہاڑی دار ہیں اور Day by Day اپنی پلاننگ کرتے ہیں۔ وقت کے بدلنے کے ساتھ اپنا موقف بدل لیتے ہیں۔ سیاست دانوں کا حال یہ ہے کہ کبھی فوج کو کوستے ہیں کہ وہ آتی نہیں۔ (بھٹو اور نواز شریف دور کے آخری وقت کو ذہن میں رکھیں) اور کبھی کوستے ہیں کہ جاتی نہیں۔ جرنیلوں کا حال یہ رہا ہے کہ اقتدار کا نام سنتے ہی اُن کے منہ سے رال ٹپکنے لگتی ہے اور وہ اپنے حلف کو بھاری بوٹوں تلے کچلنے سے گریز نہیں کرتے۔ سیاسی مذہبی رہنماؤں کا حال بھی مختلف نہیں۔ اسلام اُنہیں صرف انتخابات کے دوران یاد آتا ہے یا کسی سیاسی تحریک کو مہمیز لگانی ہو تو اس پر ''نظام مصطفیٰ'' کا عنوان چسپاں کر دیا جاتا ہے۔

ہمارا سیاست دانوں اور جرنیلوں سے کبھی ذہنی یا قلبی رشتہ اُستوار نہیں ہوا۔ البتہ انتہائی مایوس کن حالات میں بھی ہم سیاسی اور غیر سیاسی مذہبی رہنماؤں سے خود کو لاتعلق نہیں کر سکے۔ تاریخ کی منفی اور ناخوشگوار گواہی کے باوجود ہم قال اللہ اور قال رسول اللہ کا ورد کرنے والوں سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ آج جب ایک بار پھر پاکستان مشکلات کا شکار ہے۔ اندرونِ ملک بدترین انتشار اور خلفشار ہے۔ کراچی 12 مئی کے سانحہ سے ابھی تک سنبھل نہیں سکا۔ وہاں لسانی، نسلی اور صوبائی تعصبات کسی وقت دوبارہ خونریز فسادات کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ بلوچستان میں تخریب کاری عام ہے اور بموں کے دھماکے معمول کا حصہ بن چکے ہیں۔ سرحد بدترین دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ پنجاب میں ڈاکوؤں اور لٹیروں کا راج ہے۔ اُدھر بیرون ملک ہماری سرحدوں کی صورتِ حال یہ ہے کہ مشرق میں ہمارا ازلی اور پیدائشی دشمن چہرے پر مسکراہٹ سجائے اور زبان سے دوستی کے ترانے الاپتے ہوئے بغل کی چھری کو تیز کر رہا ہے۔ شمال مغرب میں سفید سامراج کروسیڈ کا نعرہ لگاتے ہوئے اسلام اور پاکستان پر کاری ضرب لگانے کے لیے بے تاب ہے۔ اور وہ اِس کے لیے ''قرضی فوج'' کو پاکستان کی سرحد کی طرف دھکیل رہا ہے۔ اِس پس منظر میں اور ساری صورتِ حال کا جائزہ لے کر ہمارے دل کا درد ایک مرتبہ پھر سوا ہوا ہے اور ہم سیاسی و غیر سیاسی مذہبی رہنماؤں اور علمائے کرام کی خدمت عالیہ میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ حقیقت پسندی سے اور ٹھنڈے دل سے تمام آپشنز پر غور کریں اور پھر اپنا لائحہ عمل مرتب کریں۔

پاکستان کی موجودہ صورتِ حال کے دو نتیجے نکل سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اندرونی انتشار اور خلفشار بڑھ کر انارکی کی صورت اختیار کرے اور کوئی نیا وردی پوش ''میرے عزیز ہموطنو!'' کہتا ہوا ٹیلی ویژن کی سکرین پر نمودار ہو جائے۔ یہ صورتِ حال اسلام اور پاکستان دونوں حوالوں سے نقصان دہ ہے۔ عام کلیہ یہ ہے کہ موجود قوت سٹیٹس کو کے تحفظ کے لیے استعمال ہوتی ہے، پھر یہ کہ عوام کسی نئے جرنیل کو خوش آمدید کہنے کو آمادہ نظر نہیں آتے۔ ایسی صورت میں صرف امریکہ کو فائدہ ہوگا۔ عوامی طاقت سے محروم نئے جرنیل کے پاس اِس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہوگا کہ وہ امریکہ کے وہ مطالبات بھی تسلیم کرے جنہیں تسلیم کرنے پر صدر مشرف رضامند نہیں ہوا تھا۔ دوسرا نتیجہ یہ برآمد ہو سکتا ہے کہ پاکستان میں غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخابات کا انعقاد ہو جائے۔ آیئے جائزہ لیں کہ اِس صورت میں ہماری مذہبی سیاسی جماعتیں کہاں کھڑی ہیں۔ صوبہ سندھ میں دیہی علاقوں میں پاکستان پیپلز پارٹی مضبوط ترین جماعت ہے۔ شہروں میں جہاں ایم کیو ایم کا ہولڈ ہوتا تھا، 12 مئی اور دوسرے مواقع پر دہشت گردی کے مظاہرے سے ایم کیو ایم کی پوزیشن کمزور ہوئی ہے، لہٰذا کچھ نشستیں مسلم لیگ ''ن'' اور اسلام پسند جماعتوں کو مل سکتی ہیں۔ (باقی صفحہ 17 پر)

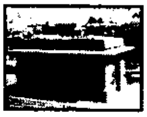

رُباعیات

بالِ جبریل

اکیسویں رباعی

چمن میں رختِ گُل شبنم سے تر ہے
سمن ہے، سبزہ ہے، بادِ سحر ہے
مگر ہنگامہ ہو سکتا نہیں گرم
یہاں کا لالہ بے سوزِ جگر ہے

اِس رباعی میں اقبال نے باغ کا تلازمہ باندھا ہے، یعنی چمن، رختِ گل، شبنم، تری، سمن، سبزہ، بادِ سحر اور گُلِ لالہ۔ دوسرے لفظوں میں انہوں نے چمن کے پردے میں ملتِ اسلامیہ کی بے کیف زندگی پر ماتم کیا ہے۔ غور سے دیکھئے تو یہ رباعی نہیں ہے، بلکہ مرثیہ ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اگر چہ مسلمانوں کو اس دنیا میں ترقی کرنے کے سارے ذرائع حاصل ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ہنگامہ گرم نہیں کر سکتے، یعنی سر سے کفن باندھ کر باطل کے مقابلے میں نہیں آ سکتے، اس لئے کہ لالہ سوزِ جگر سے محروم ہے، یعنی مسلمان عشقِ رسول ﷺ سے بیگانہ ہو چکے ہیں۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ باغ میں سب کچھ ہے، لیکن کوئی ہنگامہ گرم نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ باغ کا لالہ نمائشی ہے۔ اس میں داغ تو ہے، لیکن "سوز" نہیں ہے۔ بالفاظِ دیگر جب تک دل میں واقعی عشقِ رسول ﷺ کی آگ نہ بھڑکے، اُس وقت تک محض زبان سے عشقِ رسول ﷺ کا ادعا، مسلمانوں کو عمل پر آمادہ یا سرفروشی کا شید نہیں بنا سکتا۔

ایک اور مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کائنات میں اگر چہ وہ تمام عناصر موجود ہیں جن کی مدد اور تعاون سے ارتقاء کی منزلیں طے کی جا سکتی ہیں، لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں میں نہ وہ قوتِ عمل موجود ہے، نہ ہی وہ عزم وحوصلہ جو کسی انقلاب کے لیے ممد ومددگار ثابت ہو سکے اور اس کا پیش خیمہ بن سکے۔

بائیسویں رباعی

خِرد سے راہرو روشن بصر ہے
خِرد کیا ہے؟ چراغِ رہگذر ہے
دُرونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغِ رہگذر کو کیا خبر ہے!

اِس رباعی میں اقبال نے اپنے محبوب موضوع کو نئے لباس میں پیش کیا ہے۔ وہی عقل اور عشق کا موازنہ اور وہی عقل پر عشق کی برتری کا فسانہ۔ وہی رُومیؒ کی پیروی اور رازی سے اجتناب کی تلقین۔

کہتے ہیں کہ عقل بھی مفید اور کارآمد ہے، بلکہ سالک کے لیے لوازماتِ زندگی میں سے ہے، کیونکہ عقل وہ چراغ ہے جو سرِ راہ رکھا ہوا ہے، اور اس کی بدولت راہ رو اپنا راستہ بآسانی طے کر سکتا ہے، لیکن جس طرح چراغ راہ گذر کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ گھر کے اندر کیا ہو رہا ہے، اسی طرح عقل اِس بات سے آگاہ نہیں ہو سکتی کہ عاشق کی زندگی میں کیا کیا مقامات آتے ہیں اور کون کون سی کیفیات اُس پر طاری ہوتی ہیں۔

انسان کیا ہے؟ دنیا کیا ہے؟ اس کی اصل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے انسان کا کیا رشتہ ہے؟ اس رشتے کو کن باتوں سے ضعف پہنچ سکتا ہے؟ عقل ان سوالات میں سے کسی کا جواب نہیں دے سکتی۔

تیئسویں رباعی

جوانوں کو مری آہِ سَحر دے
پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کر دے

اس رباعی میں اقبال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ نوجوانانِ ملت کو وہ آہِ سحر عطا کر جس سے میں خود بہرہ ور ہوں۔ ہر چند کہ اپنی فطرت میں یہ بلند پرواز شاہین کے مانند ہیں۔ تاہم ان کا المیہ یہ ہے کہ اپنی بے عملی کے سبب ان میں آگے بڑھنے کی قوت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ میری آرزو اور تمنا یہی ہے کہ تُو نے مجھے جو بصیرت کا نُور بخشا ہے، وہ عام لوگوں، خصوصاً نوجوانوں تک پہنچا دے۔

چوبیسویں رباعی

تری دنیا جہانِ مُرغ و ماہی
مری دنیا فغانِ صبحگاہی!
تری دنیا میں مَیں محکوم و مجبور
مری دنیا میں تیری پادشاہی!

اے رب العالمین! تیری دنیا تو چرند پرند اور ہر نوع کی زندہ اشیا سے عبارت ہے، جبکہ میری دنیا میں تو آہ وزاری کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ یہ ایک سادہ سی رباعی ہے جس میں خالقِ حقیقی سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہمارے لیے ترقی کے وسائل پیدا کر دے، اس لیے کہ تُو نے ہمیں اس دنیا میں، جس کو خود تُو نے تخلیق کیا ہے، میں ایک محکوم و مجبور انسان کی حیثیت سے زندگی گزار رہا ہوں، جبکہ میری اپنی دنیا پر تیرا مکمل کنٹرول ہے۔

پچیسویں رباعی

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں مَیں
غلامِ طغرل و سنجر نہیں مَیں
جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں مَیں

اے مولا! یہ تیرا کرم ہے کہ مجھ کو تمام صلاحیتوں سے نوازا ہے اور صاحب اقتدار لوگوں کی محکومی اور غلامی سے بچا لیا ہے۔ ہر چند کہ اپنی فطرت کے مطابق میں دنیا کے جملہ مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں، اس کے باوجود جامِ جمشید کی طرح کسی کا آلۂ کار نہیں ہوں۔

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے!

ہمارے ہاں سوچ اور فکر پر ابلیسیت کی چھاپ ہے۔ اخباری کالموں اور لیڈروں کی گفتگوؤں میں یہی بات کہی جاتی ہے کہ معاشرہ کو طالبانائزیشن کی طرف لے جایا جا رہا ہے، ہمارا معاشرہ تو اعتدال پسند ہے اُسے بنیاد پرست بنایا جا رہا ہے۔ یہ طرزِ فکر ابلیسیت کا مظہر نہیں تو اور کیا ہے۔

مسجد دارالسلام' باغ جناح' لاہور میں مرکزی ناظم تربیت جناب شاہد اسلم کے 18 مئی 2007ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد!]

حضرات! اِس وقت دنیا میں شیطنت اور ابلیسیت کا غلبہ ہے۔ دنیا کی اکثریت ابلیسی شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں بھی سوچ اور فکر پر ابلیسیت کی چھاپ ہے۔ اخباری کالموں اور قائدین کی گفتگوؤں میں یہی بات کہی جاتی ہے کہ معاشرے کو طالبانائزیشن کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ ہمارا معاشرہ تو اعتدال پسند ہے، اُسے بنیاد پرست بنایا جا رہا ہے۔ یہ طرزِ فکر ابلیسیت کا مظہر نہیں تو اور کیا ہے۔ نام نہاد دانشور طالبان کو ہوا اور نفرت کی علامت بنا کر پیش کر رہے ہیں، تاکہ لوگ اسلام اور اسلامی نظام سے متنفر ہو جائیں۔ اِس کا سبب بھی وہ شیطنت ہے، جو دنیا پر اپنے پنجے گاڑھ رہی ہے۔ ذرائع ابلاغ اُسے فروغ دے رہے ہیں۔ شیطان کا تو مشن ہی بندگانِ خدا کو گمراہ کرنا ہے۔

﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝﴾ (الاعراف)

''(پھر) شیطان نے کہا کہ مجھے تو تُو نے ملعون کیا ہی ہے۔ میں بھی تیرے سیدھے راستے پر اُن (کو گمراہ کرنے) کے لئے بیٹھوں گا۔ پھر اُن کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور اُن کی راہ ماروں گا) اور تو اُن میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔''

شیطانی نظام پوری دنیا کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہتا ہے۔ شیطان تو ایک تھا، مگر اُس نے اپنے کروڑوں لوگوں پر مشتمل اپنا جتھا بنا لیا ہے۔ یہ لوگ اب دنیا والوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ یہی لوگ شیطان کی پارٹی ہیں۔ آج پوری دنیا بالخصوص عالم اسلام میں شیطانی گروہ مسلمان معاشروں کو اپنی چالوں سے راہِ راست سے بھٹکا اور اللہ سے دور کر رہا ہے۔ انہیں دین سے برگشتہ کیا جا رہا ہے۔ مغربی فلسفے اور نظریات کو خوشنما بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، قرآن حکیم ہمیں بتاتا ہے کہ شیطان نے حضرت آدم و حوا کو بھی اسی طریقے سے بھٹکایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا۔

﴿ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۡ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝﴾ (طٰہٰ)

''تو شیطان نے اُن کے دل میں وسوسہ ڈالا (اور) کہا کہ آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمر دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو۔ تو دونوں نے اُس درخت کا پھل کھایا، تو اُن پر اُن کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں۔ اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے لگے۔ اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے۔''

> ''اے مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلنا۔ اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور بُرے کام ہی بتائے گا۔'' (القرآن)

قرآن حکیم نے جابجا واضح کیا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، لہٰذا اس کی چالوں میں نہ آؤ۔ اُسے اپنا دشمن جانو۔ فرمایا:

﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝﴾ (فاطر:6)

''شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم بھی اُسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ اپنے (پیروؤں کے) گروہ کو بلاتا ہے، تاکہ وہ دوزخ والوں میں ہوں۔''

شیطان اپنی مختلف چالوں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے، جن کا تذکرہ قرآن میں آیا ہے۔ سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾

''(اور دیکھنا) شیطان (کا کہا نہ ماننا، وہ) تمہیں تنگ دستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔''

آج لوگوں کی بھاری اکثریت حرام خوری میں مبتلا ہے۔ سود، رشوت، چوری اور ناجائز ذرائع سے مال و دولت حاصل کرنا عام بات ہے۔ حرام خوری کی بنیاد شیطان کی یہی وسوسہ اندازی ہے کہ اگر حلال پر اکتفا کرو گے تو بھوکے مرو گے، تمہارے مسائل بہت گھمبیر ہیں، بڑھتی ہوئی ضروریات کا تقاضا ہے کہ روپیہ پیسہ حاصل کرو، چاہے حلال ذرائع سے حاصل ہو، چاہے حرام ذرائع سے۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاؤ گے۔ اور اجتماعی سطح پر بھی یہی وسوسہ اندازی ہے، جس کے سبب سے ہم سودی نظام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ شیطان ہمیں ڈراتا ہے کہ سودی معیشت کے ذریعے تو بڑی خوشحالی آ رہی ہے، اگر اُس کو ترک کر دیا، اگر اسلامی اصولوں پر بلاسود بنکاری کا نظام قائم کر دیا تو پھر تم دنیا سے

کٹ جاؤ گے، تمہاری معیشت تباہ ہو جائے گی اور تم مقروض ہو جاؤ گے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ دنیا میں غربت و افلاس کا باعث ہی یہودیوں کا سودی نظام ہے۔ جس کے نتیجے میں پوری دنیا کے وسائل پر ایک مخصوص اقلیت کی حکمرانی ہے۔ ایک تازہ رپورٹ کے مطابق اس ظالمانہ نظام کے سبب دنیا کے آدھے وسائل پر 2 فیصد لوگوں کا قبضہ ہے۔ اور بقیہ آدھے وسائل پر پوری دنیا کے 98 فیصد لوگ گزارہ کر رہے ہیں۔ وطن عزیز کے حوالے سے دیکھئے، سودی معیشت کا کیا دھرا ہے کہ آج ہمارے ہاں پیدا ہونے والا ہر بچہ 16000 روپے کا مقروض ہے۔

شیطان کا دوسرا وار انسان کی صفت حیا پر ہوتا ہے۔ وہ فحاشی و عریانی کا حکم دیتا ہے۔ آج آپ دیکھ لیں، پوری دنیا میں فحاشی و عریانی پر مبنی مغربی تہذیب کا دور دورہ ہے۔ خود مسلمان ممالک اس کی زد میں ہیں، ہمارا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا جس چیز کو عام کر رہا ہے، وہ یہی بے حیائی ہے۔ انٹرنیٹ کا استعمال بھی اکثر و بیشتر منفی مقاصد کے لئے ہو رہا ہے۔

سورۃ النور میں انسان کو شیطان کی اتباع سے منع کرتے ہوئے یہی بات فرمائی گئی کہ شیطان بے حیائی اور برے کاموں کا کہتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ...... ﴾ (آیت 21)

''اے مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلنا۔ اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور بُرے کام ہی بتائے گا۔''

سورۃ النساء آیات 118 تا 119 میں شیطان کا قول نقل ہوا ہے۔ شیطان نے کہا:

﴿ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّھُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّھُمْ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ...... ۝ ﴾ (سورۃ النسا)

''کہنے لگا، میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے لیا کروں گا۔ اور اُن کو گمراہ کرتا اور اُمیدیں دلاتا رہوں گا اور یہ سکھاتا رہوں گا کہ جانوروں کے کان چیرتے رہیں۔ اور (یہ بھی) کہتا رہوں گا کہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی صُورتوں کو بدلتے رہیں''

آج اسی کا اثر ہے گمراہی پھیل رہی ہے۔ مرد و زن ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے لگے ہیں۔ عورتیں اپنی وضع قطع میں مردانہ طریقے اپنا رہی ہیں، اور نوجوانوں کی چال ڈھال، انداز نشست و برخاست اور لباس میں نسوانیت کا رنگ جھلک رہا ہے۔ اس شیطانی مہم کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں ہم جنس پرستی کو پھیلایا جا رہا ہے۔ اُس کے حق میں میڈیا پر بحثیں ہو رہی ہیں اور اُس کے حق میں دلائل دیئے جا رہے ہیں۔ آج یورپ اور امریکہ میں باقاعدہ شادی کا تصور ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں بچوں کی پیدائش کا نظام شدید طور سے متاثر ہوا ہے۔ جس سے اہل یورپ سخت پریشان ہیں۔ آبادی کو کم ہوتے دیکھ کر حکمران عوام سے اپیلیں کر رہے ہیں کہ بچے پیدا کرو، ورنہ ہماری نسل ختم ہو جائے گی۔ آج یہی منصوبہ بندی اور برتھ کنٹرول کے تصورات پوری قوت سے ہمارے ہاں عام کئے جا رہے ہیں۔

متذکرہ آیات میں جہاں شیطان نے انسان کو گمراہ کرنے کے عزم کا اظہار کیا، اللہ تعالیٰ نے بھی یہ بات واضح کر کے انسان کو متنبہ کر دیا کہ جو شخص شیطان کو اپنا دلی دوست

پریس ریلیز

11 مئی 2007ء

''حکمران بانی پاکستان کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کا حوالہ دے کر ملک کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں۔''

حافظ عاکف سعید

حکمران طبقہ نام نہاد روشن خیالی کے نام پر ملک کی نظریاتی اساس کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے۔ وکلاء کی پُر زور تحریک کے نتیجے میں مشرف حکومت کا تختہ الٹ سکتا ہے، لیکن ہماری ساٹھ سالہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسی تحریکوں سے صرف چہروں کی تبدیلی ہوتی ہے، ملک کے لیے کوئی خیر برآمد نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہمیں کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ملک کے استحکام اور سالمیت کا انحصار ملک کی نظریاتی اساس یعنی اسلام کو مضبوط کرنے اور دین حق کے قیام و نفاذ میں ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام میں خطبہ جمعہ کے دوران کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان دنیا کے نقشے پر واحد اور منفرد اسلامی ملک ہے، جو اسلام کے نام پر بنا اور اسی ملک کو یہ سعادت حاصل ہے کہ یہاں پر ہر طبقہ فکر و مسلک کے جید علمائے کرام نے ملک میں نفاذ اسلام کے لیے بائیس نکاتی اسلامی دستوری خاکہ پیش کر کے حکمرانوں پر اتمام حجت کیا کہ وہ ان نکات کی روشنی میں ملک میں اسلامائزیشن کا آغاز کریں۔ مگر افسوس حکمران طبقہ کی ترجیحات میں نفاذ اسلام شامل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ قائداعظم اور علامہ اقبال نے متعدد دفعہ اسلام کو پاکستان کی نظریاتی اساس اور قرآن وسنت کو پاکستان کا دستور قرار دیا، لیکن ہمارے حکمران بانی پاکستان کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کا حوالہ دے کر ملک کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں موجودہ جمہوری ڈھانچہ دراصل تنخواہ دار ملازمین پر مشتمل ہے، جو فوجی آمر کے حق میں بولنے پر معمور ہیں۔ جس شخص کو ملک کی حفاظت کے لیے لاٹھی دی گئی وہ اس لاٹھی کو ملک کے باشندوں کے حقوق غصب کرنے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ انہوں نے سورۃ المائدہ کی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی فرد واحد ایمان و تقویٰ کی روش اختیار کرے گا تو اسے آخرت کی کامیابی ملے گی۔ خواہ قوم بحیثیت مجموعی خواہ کتنی ہی زوال پذیر کیوں نہ ہو البتہ دنیا میں قومی خوشحالی اور عزت و کامرانی پانے کے لیے شرط لازم اللہ کی دھرتی پر اللہ کا نظام قائم کرنا ہے۔ دھرتی پر اللہ کا نظام نافذ ہوگا تو زمین بھی سونا اگلے گی اور آسمان بھی برکتیں برسائے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

بنائے گا اور اُس کی چکنی چپڑی باتوں میں آئے گا، وہ سخت خسارے کا شکار ہوگا۔

﴿وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا﴾ (النساء)

''اور جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔''

اور یہ حقیقت بھی واضح کردی کہ شیطان کے وعدوں کی کوئی حقیقت نہیں، وہ سب دھوکا ہیں۔

﴿يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ (النساء)

''وہ اُن کو وعدے دیتا ہے اور اُمیدیں دلاتا ہے اور جو کچھ شیطان اُنہیں وعدے دیتا ہے وہ دھوکا ہی دھوکا ہے۔''

سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان تمہیں اپنے ایجنٹوں سے ڈراتا ہے، مگر اُن سے نہ ڈرو، صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

﴿اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران)

''یہ (خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ تو اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا۔''

یہی بات بنی اسرائیل سے کہی گئی تھی۔ فرمایا:

﴿فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۤ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (البقرہ)

''سو اُن سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا اور یہ بھی مقصود ہے کہ میں تم کو اپنی تمام نعمتیں بخشوں اور یہ بھی کہ تم راہِ راست پر چلو۔''

آج اگر ہم ان قومی زندگی پر نظر ڈالیں، تو عجب نقشہ دکھائی دیتا ہے۔ ہماری قومی پالیسیاں شیطانی طاقتوں کے خوف کی بنیاد پر تشکیل پاتی ہیں۔ شیطان ہمیں دنیا والوں سے ڈراتا ہے، بڑی طاقتوں سے خوف دلاتا ہے۔ اگر تم نے امریکہ کا ساتھ نہ دیا، تو ملیامیٹ کردیے جاؤ گے۔ تم پر وہ تباہی آئے گی جس کا تصور بھی تم نہیں کرسکتے۔ تاریخ کا فیصلہ ہے کہ جس قوم پر دنیا کا خوف غالب ہو جائے، وہ خودداری اور وقار کی صفات سے محروم ہو جاتی اور عزت کے ساتھ جینے کا حوصلہ کھو بیٹھتی ہے۔ اس کے برعکس، وہ لوگ جو ایک اللہ سے ڈریں، اُسی پر توکل اور بھروسہ کریں، اللہ لازماً اُن کی نصرت فرماتا اور انہیں غلبہ عطا کرتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ایمان اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں، جیسے فرمایا:

﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران)

ماڈرنیشن اور جدیدیت کے خوش کن عنوانات کے تحت سیکولرازم اور لادین جمہوریت کو پروان چڑھایا جا رہا ہے، حالانکہ یہ وہ سیاسی تصورات ہیں جو آسمانی ہدایت کو یکسر مسترد کرتے ہیں۔ یہ نظامہائے فکر انسانی حاکمیت اور عقلیت کی برتری کے داعی ہیں۔ اسلام جو آسمانی ہدایت پر مبنی نظام زندگی ہے، ایسے نظاموں کو کیسے گوارہ کرسکتا ہے

''اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور کسی طرح کا غم کرنا، اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔''

یہی بات سورۃ المائدہ میں یوں فرمائی گئی:

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾

''اور جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبرﷺ اور مومنوں سے دوستی کرے گا (وہ اللہ کی جماعت میں داخل ہوگا) اور اللہ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔''

اقبال نے اِسے شعری جامہ پہنایا ہے۔ کہتے ہیں ؎

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

شیطان اور اُس کے چیلے آج دنیا بھر میں مادیت اور دنیا پرستی کو عام کر رہے ہیں۔ ہر جگہ مادہ پرستی غالب ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بجائے کائنات پر انسان کی توجہ مرکوز ہو کر رہ گئی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اپنی دنیا بناؤ، اُسے خوشنما بناؤ، اچھا کھاؤ پیو، اعلیٰ رہائش کی فکر کرو، یہی زندگی اصل زندگی ہے۔ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔ ہمارے ہاں ٹی وی، اخبارات کے اشتہارات اور سڑکوں پر ہورڈنگز میں اسی بات کی تشہیر کی جاتی ہے۔ جس طرح شیطان نے حضرت آدم و حوا کو ورغلا دیا تھا کہ اِس درخت کا پھل کھانے سے تمہیں حیات جاوداں حاصل ہوگی، کبھی موت نہ آئے گی، آج شیطان بھی انسانیت کو اصل حقائق سے غافل کر رہا ہے۔ آخرت کی زندگی کا تصور ہی دلوں سے نکالا جا رہا ہے۔ دراصل یہی شیطنت اور ابلیسیت ہے۔ یہی فکر ہے جو اسلامی نظام کو کبھی طالبانائزیشن اور کبھی بنیاد پرستی قرار دے کر دنیا کو اُس سے متنفر کر رہی ہے۔ اس کے برعکس جدیدیت کے خوش کن عنوانات کے تحت سیکولرازم اور لادین جمہوریت کو پروان چڑھایا جا رہا ہے، حالانکہ یہ وہ سیاسی تصورات ہیں جو آسمانی ہدایت کو یکسر مسترد کرتے ہیں۔ یہ نظامہائے فکر انسانی حاکمیت اور عقلیت کی برتری کے داعی ہیں۔ اسلام جو آسمانی ہدایت پر مبنی نظام زندگی ہے، ایسے نظاموں کو کیسے گوارہ کرسکتا ہے۔ اُس کی تعلیم یہ ہے کہ انفرادی و اجتماعی زندگی اللہ تعالیٰ کی دی گئی ہدایات کے مطابق بسر کی جائے۔ اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ وہ بتاتا ہے کہ دنیا و آخرت کی کامیابی انہی لوگوں کے لیے ہے جو آسمانی ہدایت کی پیروی کریں گے۔ ایسے لوگوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرہ)

''ہم نے فرمایا کہ تم یہاں سے اتر جاؤ۔ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔''

اور جو لوگ اللہ کی ہدایت سے منہ موڑ کر شیطان کی راہ چلیں گے، ان کے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔ وہ سخت خسارے سے دوچار ہوں گے۔

﴿وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا﴾ (النساء)

''اور جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔''

بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور وہ اُسے انہی کاموں کا حکم دیتا ہے جو اُس کی ہلاکت کا باعث بنیں۔ تو انسان کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ شیطان کو اپنا دشمن جانے اور اُس کے جھانسے میں ہرگز نہ آئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کی چالوں سے محفوظ رکھے، اور اپنے بتائے ہوئے ضابطۂ حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

دعائے صحت کی اپیل

☆ رفیق تنظیم اسلامی، گلستان جوہر، افتخار جمیل علیل ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔ آمین!

قارئین واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ رفیق تنظیم اسلامی، گلشن اقبال، محمد احسان اللہ صدیقی کے بہنوئی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

حق گو اور صداقت شعار مشیر

عتیق الرحمٰن صدیقی

ہندوستان میں خلجی خاندان کے بادشاہوں میں علاؤالدین خلجی کو ایک منفرد مقام حاصل رہا ہے۔ وہ بیس سال تک تخت سلطنت پر متمکن رہا۔ اس دوران اس نے فوجی قابلیت اور فتوحات کے باعث سلطنت کی حدود کو اتنا وسیع کر دیا کہ وہ اپنے تمام پیشروؤں پر سبقت حاصل کر گیا۔ ہندوستان کا جتنا علاقہ اس کے زیرنگین تھا، برطانوی حکومت سے پہلے کسی کو نصیب نہ ہوا۔ جابر و قاہر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بیدار مغز حکمران تھا۔ نام و نمود اور شان و شوکت کا خاصا حریص تھا۔ اس کی فتوحات کا دائرہ بڑھا تو اس میں خودسری اور انانیت بھی پیدا ہوگئی۔ اس نے سکندر ثانی کا لقب اختیار کر لیا اور حکم دیا کہ خطبوں، سکوں اور طغروں میں اس کے نام کے ساتھ اس کے لقب کا بھی اضافہ کیا جائے۔ ایک طرف اس کے دماغ میں جہاں گیری وکشور کشائی کا سودا اپک رہا تھا تو دوسری طرف وہ جاہل اور ان پڑھ بھی تھا، مذہب سے بھی واقفیت نہ رکھتا تھا۔ اس کے سر پر اس بات کا جنون بھی سوار ہو گیا کہ ''جس طرح آنحضرت ﷺ نے اپنی قوت و شوکت سے شریعت قائم کی اور آپؐ کے خلفائے اربعہ کے ذریعہ اسے استحکام حاصل ہوا، اسی طرح وہ بھی ایک نیا مذہب اختیار کرے اور اپنے مشیران کار کی مدد سے اسے رائج کرے۔ علاؤالدین سمجھتا تھا کہ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس کا نام دنیا میں قیامت تک باقی رہے گا۔'' (طبقات اکبری)

شہرت و ناموری کا خناس علاؤالدین کے ذہن میں سمایا ہوا تھا۔ اس کا انداز فکر جلال الدین اکبر سے مشابہت رکھتا ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ اکبر اپنے نورتنوں کے جھرمٹ میں سانس لے رہا تھا، ان کی خوشامدانہ مصاحبت نے اسے نہ صرف کج فکری کا شکار کر دیا تھا بلکہ وہ بری طرح غرور نفس میں بھی مبتلا ہو گیا تھا، مگر علاؤالدین خلجی کی خوش قسمتی یہ تھی کہ اسے کوتوال علاؤالملک اور قاضی مغیث جیسے حق گو اور صداقت شعار مشیر میسر تھے۔ انہوں نے اسے اس کی گمراہی اور غلط سوچ پر متنبہ کیا اور وہ ایک نئے مذہب کو ایجاد کرنے کی لغویت اور ضلالت سے محفوظ رہا۔ علاؤالملک نے اس برخود غلط سفاک بادشاہ کے سامنے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جو تقریر کی اس کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے۔

''دین و شریعت کا تعلق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے اور ان کی نبوت وحی آسمانی سے وابستہ ہے۔ منصب نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔ ایک نیا مذہب ایجاد کرنے کا حال سن کر عام و خاص، چھوٹے بڑے سب آپ سے متنفر ہو جائیں گے اور سلطنت میں فساد عظیم پیدا ہو جائے گا۔ بادشاہ کو معلوم ہے کہ چنگیز خان اور اس کی اولاد نے برسوں کوشش کی کہ دین محمد ﷺ کو مٹا کر اپنے دین کو جو ہزاروں سال سے ترکستان میں رائج تھا، جاری کریں اور اسی خیال سے انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا لیکن ان کی کوشش بارآور نہ ہوئی اور آخر کار یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔'' (تاریخ فرشتہ)

> صدر جنرل مشرف کو کند ذہن بقراطوں نے عدالتی بحران سے دوچار کیا اور وہ پے در پے غلطیوں کا ارتکاب کر کے صورت حال کو مزید پیچیدہ و ابتر کئے جا رہے ہیں۔

علاؤالملک کی صاف گوئی کا بادشاہ پر خاطر خواہ اثر ہوا اور اس نے کافی غور و خوض اور تامل کے بعد کہا: تم نے جو کچھ کہا بالکل ٹھیک کہا اور حقیقت کے مطابق بات کی۔ اس کے بعد ایسے طرز عمل کا اظہار مجھ سے نہ ہوگا۔

اس کے بعد علاؤالدین خلجی نے علاؤالملک سے دنیا کو فتح کرنے کے منصوبے کے بارے میں رائے طلب کی، علاؤالملک نے جواباً کہا:

''بادشاہ کا دوسرا خیال بالکل صحیح ہے کیوں کہ اس وقت جو مہم آپ کی بلند ہمتی کی وجہ سے آپ کے پیش نظر ہے اس پر دوسرے بادشاہوں نے بھی غور کیا ہے اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ بادشاہ کو جو قوت و شوکت اور خزانہ و لشکر حاصل ہے اس کی مدد سے اس مہم کو سرانجام دے دینا چنداں دشوار نہیں ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ جب بادشاہ پائے خلافت کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں پر حملہ آور ہوگا اور عرصۂ دراز تک اجنبی ملکوں میں رہے گا تو یہاں ایسا کون سا امیر ہے جو بادشاہ کی غیر موجودگی میں کاروبار سلطنت کو انجام دے سکے۔ علاوہ ازیں بادشاہ کسی ملک کو فتح کرنے کے بعد جب اپنا ایک نائب وہاں مقرر کر کے کسی دوسرے ملک کا رُخ کرے گا تو کیا پتہ ہے کہ وہ نائب دارالسلطنت کا وفادار بھی رہے گا۔'' علاؤالملک نے یہ بھی کہا کہ ''بادشاہ کو سکندر پر قیاس نہ کرنا چاہیے، کیونکہ سکندر کے زمانہ میں غداری، نمک حرامی اور بے وفائی کا وجود بہت کم تھا، پھر اس کو ارسطو جیسا ہوشیار اور عاقل و فرزانہ وزیر ملا ہوا تھا جس کے حسن تدبیر کے باعث مفتوحہ ممالک کے معاملات بگڑنے نہ پاتے تھے۔''

علاؤالدین خلجی علاؤالملک کی گفتگو کو بغور سنتا رہا، جب وہ بات ختم کر چکا تو اس نے پوچھا کہ ''اچھا اگر میں عزم جہاں کشائی فسخ کر دوں اور صرف دہلی کی سلطنت پر قناعت کر کے بیٹھ جاؤں تو یہ خدم و حشم اور یہ بھرپور خزانے کس کام آئیں گے؟

علاؤالملک نے کہا:

''اس وقت دو ایسی مہمیں بادشاہ کے پیش نظر ہیں کہ تمام اندوختہ خزانہ ان کے سر کرنے میں صرف ہو سکتا ہے۔ پہلی مہم شمال و جنوب اور مشرق میں ہندوستان کی سرحد کے بعض شہروں کا فتح کرنا ہے اور دوسری مہم مغلوں کا سدباب ہے۔ ان دونوں مہموں سے فارغ ہو کر بادشاہ دارالخلافت میں قیام کرے اور لائق اعتماد امیروں کو ہر چہار سمت فتوحات کے لئے روانہ کر دے۔'' آخر میں علاؤالملک نے کہا: ''یہ تمام باتیں اسی وقت ممکن ہیں کہ جب بادشاہ بادہ نوشی، عیش پرستی اور سیر و شکار کو کم کر کے خود ان امور کی نگرانی کرے۔''

علاؤالدین خلجی پر اس تقریر کا بڑا اثر ہوا، اور اس نے علاؤالملک کی اصابت رائے کی بہت تعریف کی اور بیش قیمت انعامات سے نوازا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ جو اس دور میں موجود تھے اور علاؤالدین کی خودسری اور گمراہی کی خبریں سن سن کر بڑے رنجیدہ اور آزردہ خاطر تھے، انہیں جب علاؤالملک کی اس تقریر کا علم ہوا تو انہوں نے اس پر دلی مسرت کا اظہار کیا اور علاؤالملک کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

تہہ تیغ و سرِ دار حق بات کہنے والے ہر دور میں موجود رہے۔ تاریخ کی تابندگی و درخشندگی کے نقوش ایسے ہی مردان کار کی حق گوئی و بے باکی کے باعث ضوفشاں رہے ہیں۔

کارِ مرداں روشنی و گرمی است
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

اللہ کے شیروں نے ہمیشہ عزیمت کا راستہ اختیار کیا۔ روباہ مزاجی سے انہیں ہمیشہ نفور رہا۔ انہوں نے جان دینا قبول کرلیا مگر ایمان کا سودا کبھی نہ کیا۔ وہ وزیر ہوئے یا مشیر، انہوں نے ہمیشہ عدل و انصاف پر مبنی دو ٹوک اور واضح رائے کا اظہار کیا۔ علاؤ الملک نے نعرۂ حق بلند کر کے اگر ایک طرف ایمان کو تازگی و شگفتگی کا ایک نیا بانکپن عطا کیا تو دوسری طرف ایک سفاک و ظالم حکمران کو ایک بہت بڑی گمراہی سے بچالیا، اور اگر وہ اقرار کا سبق دہراتا تو تاریخ اُسے حرف غلط کی طرح مٹا دیتی مگر اس نے موت کو رقصاں دیکھ کر بھی سچی بات کہنے میں تامل نہ کیا۔ حضرت اقبالؒ نے بجا فرمایا تھا:

''زندگی اپنے آپ کو حق کے حوالے کر دینے اور رضائے الٰہی پر راضی رہنے سے مستحکم ہوتی ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں امن و امان کی صورت حال مخدوش رہی، پورا دور ایک کشمکش میں گزرا، پوچھا گیا کہ جناب ابوبکر و عمرؓ کے دور میں تو ایسا نہ تھا، آپؓ نے فرمایا کہ ان کے مشیر ہم تھے اور ہمارے مشیر آپ ہیں۔

صورت حال کے خوشگوار یا دگرگوں ہونے کا انحصار مشاورت پر ہے۔ حکمرانوں کے مشیر، ذہین و فطین اور معاملہ فہم ہوں، حالات کی نزاکت کو دانش مندی سے بھانپنے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہوں تو وہ حکمرانوں کو درست مشورہ دیتے ہیں اور اگر مشیروں کو موقع پرستی اور نفع خوری کی چاٹ لگی ہو تو وہ حکمرانوں کو بھی ہلاکت کی اتھاہ گہرائیوں میں گراتے ہیں اور خود بھی اسی کھائی میں گرتے ہیں۔ صدر جنرل مشرف کو ایسے ہی کند ذہن بقراطوں نے عدالتی بحران سے دوچار کیا اور وہ پے در پے غلطیوں کا ارتکاب کر کے صورت حال کو مزید پیچیدہ و ابتر کئے جا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی متاع دانش لٹ چکی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کے حق میں اٹھنے والے عوام کے سیلاب بلاخیز کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔ ایک طرف جذبوں کی بہار ہے، دلوں کی دھڑکنیں ہیں، جذب و شوق کا عالم ہے، انتظار کی شدت ہے، نعرہ ہائے رستاخیز ہیں اور دوسری طرف ایک مردنی اور پژمردگی ہے، بقول اقبال ''تن کی دنیا تن کی دنیا سُود و سودا مکر و فن''، طاقت کے ہوتے ہوئے طاقت کا مظاہرہ کیا معنی؟ یہ بوالعجبی نہیں تو اور کیا ہے، بعض قلم کاروں نے صدر جنرل مشرف کے تدبر کی دھوم مچا رکھی تھی۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ وہ عوامی عدالت کے فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے ایک جرأت مندانہ فیصلہ کر ڈالیں اور گرد و پیش کے بزرجمہروں کی کج ادائیوں کو جھٹک دیں۔

کاروباری اور ملازمت پیشہ افراد کے لیے
بنیادی دینی علوم سے آگاہی کا موقع
الحمدللہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبۂ تدریس کے زیر اہتمام

فہمِ دین کورس

کا 11 جون 2007ء سے آغاز ہو رہا ہے (ان شاء اللہ)

مضامین: ☆ ابتدائی عربی گرامر ☆ تجوید و قراءت (ناظرہ قرآن مجید)
☆ نماز و ادعیہ ماثورہ کا ترجمہ و حفظ ☆ ترجمۂ قرآن مجید
☆ دین کے بنیادی موضوعات پر لیکچر

دورانیہ: 3 ماہ...... **اوقات تدریس:** مغرب تا عشاء
داخلے کے خواہش مند حضرات
قرآن اکیڈمی 36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور
کے استقبالیہ سے داخلہ فارم حاصل کر کے وہیں جمع کرا دیں
فون: 5869501 ای میل: irts@tanzeem.org

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ادارہ
ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ ایکسرے، ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات
محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹراساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ /ہیپاٹائٹس بی اور سی /Elisa Method کے ساتھ ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 2000 روپے میں کروائیں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

النصر لیب :950۔بی مولانا شوکت علی روڈ، فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور
فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944
E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

رسائل نور

سید قاسم محمود

شیخ بدیع الزماں نُورسی دو سال کی نظر بندی کے بعد ستمبر 1949ء میں رہا ہوئے۔ اس دوران ''رسائل نور'' کی توسیع و اشاعت میں خاطر خواہ اضافہ ہو چکا تھا۔ مشرقی اناطولیہ سے آگے بڑھ کر دیار بکر کو اس دعوت کا مرکز بنایا گیا اور انقرہ اور استنبول کے یونیورسٹی طلبہ میں رسائل کی تقسیم پر خاص توجہ دی گئی اور اِس کا مثبت نتیجہ بھی برآمد ہوا۔ تعلیم یافتہ طبقہ بھی شیخ نُورسی کی تعلیمات سے متعارف ہونے لگا اور بتدریج حکومتی حلقوں کی جارحانہ کارروائیوں میں کمی آئی، خاص طور سے جب مئی 1950ء میں عدنان مندریس وزیراعظم ہوئے تو انہوں نے اپنے انتخابی منشور میں اسلامی افکار و اقدار کے لیے نرم رویہ اختیار کرنے کا وعدہ کیا، اور ازمیر کے ایک جلسۂ عام میں انہوں نے یہاں تک اعلان کر دیا کہ:

''ترکی مسلمان ملک ہے اور مسلمان رہے گا اور اسلام کے تمام مطالبوں اور تقاضوں کی تکمیل کی جائے گی۔''

اس سے اسلامی حلقوں کو اُمید پیدا ہوگئی کہ مصطفیٰ کمال پاشا کے استبدادی سیکولرازم کا خاتمہ ہونے کو ہے اور اسلام کی تہذیبی و ثقافتی میراث کی بازیافت ہو سکے گی۔ شیخ سعید نُورسی نے عدنان مندریس کو اسلام کا ہیرو قرار دیا اور حکومتی معاملات میں اسلامی اصولوں کو اختیار کرنے کی اُسے تاکید کی۔ وزیراعظم کی جانب سے کوئی خاطر خواہ ردِّعمل سامنے نہ آیا۔ البتہ 1925ء سے اب تک کے طویل عرصے میں پہلی بار شیخ آزادی سے نقل و حرکت کرنے اور احباب و اعزہ سے ملاقات کرنے کے قابل ہو سکے۔ تاہم جلد ہی تجربات نے واضح کر دیا کہ عدنان مندریس کے اسلامی اعلانات محض سراب تھے۔ وقتی سیاسی مفادات کی تحصیل اُن کا مطمحِ نظر تھی اور کچھ علامتی و نمائشی اقدامات کے سوا انہوں نے اسلامی اقدار کے لیے کچھ نہیں کیا۔

1952ء میں مندریس حکومت نے شیخ سعید نُورسی اور اُن کے رفقاء کو گرفتار کر لیا اور استنبول میں اُن پر مقدمہ چلایا گیا۔ استنبول یونیورسٹی کے طلبہ پر ''رسائل نُور'' کی اشاعت اور تقسیم کی فردِ جرم عائد کی گئی تھی، خاص طور سے ایک رسالہ ''نوجوانوں کے لیے ایک رہنما'' کو ہدف بنایا گیا تھا۔ اس رسالے میں شیخ نُورسی کے مندرجۂ ذیل خیالات کو قابلِ اعتراض قرار دیا گیا تھا:

1۔ خواتین کے لیے حُسن و خوبصورتی اور وقار کے اعتبار سے مغربی لباس کے مقابلے میں اسلامی لباس زیادہ موزوں ہے
2۔ تعلیم کی ہر سطح پر مذہبی تعلیم کو ضروری قرار دیا جائے۔

اِن دونوں نکات کو حکومت نے ملک کے لیے خطرناک قرار دیا۔ شیخ نُورسی نے بھری عدالت میں تلخ ترین تقریر کی اور حکومت سے سوال کیا کہ کیا یہ لازم ہے کہ خواتین اپنی زینت اور اپنے جسموں کی نمائش کرتی پھریں اور کیا یہ ضروری ہے کہ بچوں کی تعلیم کا انتظام اس طرح کیا جائے کہ اُنہیں اپنے دین کا ذرا بھی احساس اور شعور نہ ہو؟ یہ گرفتاری اور مقدمہ بازی بتاتی ہے کہ حکومت دین کے خلاف اقدامات کرنے کے لیے سیکولرازم کا نقاب استعمال کر رہی ہے۔

> **عدنان مندریس نے ایک جلسۂ عام میں کہا: ''ترکی مسلمان ملک ہے اور مسلمان رہے گا اور اسلام کے تمام مطالبوں اور تقاضوں کی تکمیل کی جائے گی۔''**

شیخ کو معتقدین کے ہجوم میں باعزت رہا کر دیا گیا، مگر انہیں استنبول چھوڑ کر امیر ڈاگ منتقل ہونے کی ہدایت کر دی گئی۔

1953ء میں شیخ نورسی اسپارٹا منتقل ہو گئے اور زندگی کے بقیہ ایّام وہیں بسر کیے۔ اس جگہ سے آپ کو بے پناہ عقیدت تھی، کیونکہ اسی کے ایک گاؤں بارلا سے آپ نے ''رسالہ نُور'' کی تصنیف کا کام شروع کیا تھا اور معتقدین کی ایک بڑی تعداد اِس علاقے میں رہائش پذیر تھی۔ یہاں ''رسائل نُور'' کے بعض حصے زیورِ طباعت سے بھی آراستہ ہوئے، جبکہ اس سے پہلے طباعت کی سہولت حاصل نہ ہوئی تھی۔ رسائل کی نقلیں ہاتھ سے تیار کر کے کارکن عوام میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ زندگی کے آخری ایّام میں بھی پولیس کی تفتیش، دھمکی اور جانچ پڑتال کی ذہنی اذیتوں سے شیخ کا پیچھا نہ چھوٹا اور اُن کے معتقد اور کارکن بعد میں دار و گیر کا نشانہ بنتے رہے۔ شیخ نے مارچ 1960ء میں اورفہ جانے کا قصد کیا۔ وہاں پہنچتے ہی انقرہ کی حکومت نے فوراً شہر چھوڑنے اور اسپارٹا واپس جانے کے احکامات صادر کر دیے، مگر شیخ کے معتقدین نے اُن کی سخت علالت کی وجہ سے حکم کی تعمیل کرنے سے منع کر دیا۔ اس کے دو دن کے بعد 24 مارچ 1960ء / 27 رمضان 1379ء کو شیخ اِس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا اِلیہ راجعُون۔

رسائل نور کی وسعت و اشاعت

شیخ نُورسی نے اپنی زندگی میں 130 رسائلِ نُور تصنیف کیے۔ اِن رسائل میں قرآنی معارف و اسرار کی متصوفانہ تشریح تھی۔ شیخ نے قرآن کی باضابطہ تفسیر لکھنے کی بجائے مختلف افکار و مطالب کو، جو اُن کے اپنے تجربات و مشاہدات سے پیدا ہوئے تھے، قرآنی آیات کی روشنی میں بیان کیا اور اعجازِ قرآن کے اچھوتے پہلوؤں پر قلم اٹھایا۔ یہ رسائل تفسیر کے طرزِ تحریر اور اسلوب نگارش کا نمونہ پیش کرنے کی بجائے قلبی واردات اور نفسی کیفیات کی صوفیانہ تشریح ہیں، مگر ان میں جدید مغربی تہذیب، مادیت اور رہبانیت کی تعلیم نہیں دی گئی ہے، بلکہ ترکی کے سیکولر معاشرے پر زبردست تنقید اور اصلاحِ حال کی ترغیب دی گئی ہے، اور یہی وہ امتیاز ہے جس نے شیخ بدیع الزماں نُورسی کو صوفیا اور اربابِ خانقاہ سے نکال کر مصلحین کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔

1890ء میں شیخ نے تبلیس میں قیام کر کے علم الکلام اور جدید علوم کی تحصیل کی تھی اور اُسی وقت اُن کے ذہن میں یہ بات آئی تھی کہ جدید مادیت کے مقابلے میں قرآنی دعوت کی تعبیر و تشریح کے لئے نئے علم الکلام اور نئے طرزِ تشریح کی ضرورت ہے۔ قدیم زمانے میں علم الکلام نے اسلامی اساسات اور تعلیمات کے دفاع و تحفظ کا فریضہ انجام دیا تھا، لیکن اب عصرِ حاضر کے تقاضوں اور ضروریات کی تکمیل کے لیے علم جدید سے ہم آہنگ تفسیر و تعبیر کی ضرورت تھی۔ یہاں شیخ نے باطن کے نفسی مسائل اور تزکیہ کے طریق کار پر بھی غور و خوض کیا تھا اور مشرقی اناطولیہ کے متعدد صوفیا کی خدمت میں حاضری دی تھی اور اُن کے گہرے اثرات قبول کیے تھے، مگر اس نظام طریقت کو وہ دورِ جدید کی اصلاح کے لیے غیر موزوں سمجھتے تھے۔

شیخ کی ابتدائی زندگی کا یہ منصوبہ ابھی تک محتاجِ تکمیل تھا اور نئے علم الکلام کی روشنی میں قرآنی معارف کے دفاع و تحفظ کا فریضہ اُن کے ذہن میں کلبلا رہا تھا کہ جنگِ عظیم اوّل کے آغاز ہی میں شیخ نے ایک خواب دیکھا، جس نے اُن کی زندگی کا رُخ موڑ دیا۔ انہوں نے خواب میں جبل ارارات

سے آتش فشاں پھٹتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے اس خواب کی تعبیر اس طرح بیان کی:

''جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ کوئی بڑا دھماکا ہونے کو ہے اور اِس دھماکے کے بعد، جو ایک انقلاب پر منتج ہو گا، دفاع و تحفظِ قرآن کی دیواریں منہدم ہو جائیں گی۔ تب قرآن خود براہِ راست اپنا دفاع کرے گا اور تمام یورشوں اور حملوں کے مقابلے میں اس کی خداداد معجزاتی فطرت و خصوصیت اسے آہنی دیوار بنا دے گی۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ اپنی نااہلی اور عدم صلاحیت کے باوجود اس معجزاتی کیفیت و فطرت کے بعض حصوں کی رونمائی اور اظہار کا موقع مجھے بھی عطا ہو گا اور یہ کہ مجھے خود یہ فریضہ انجام دینا چاہیے۔''

شیخ نے ایک دوسرے موقع پر اس امر کی بھی وضاحت کی کہ ''قدیم زمانے میں عقیدے کی بنیادیں مستحکم تھیں اور انہیں بے چون و چرا تسلیم کیا جاتا تھا۔ جزئیات و تفصیلات کے ضمن میں علمائے کرام کے اقوال مستند و معتبر خیال کیے جاتے تھے، خواہ اُن کے ساتھ دلائل کی قوت نہ ہو۔ اب ضلالت و گمراہی نے ہمارے دینی عقائد اور اساسات پر بھی اپنی گرفت مضبوط کر لی ہے، اس لیے خدائے ذوالجلال نے، جو ہر مرض کے لیے مناسب علاج بھی فراہم کرتا ہے، قرآن پاک کی تسبیحات سے روشنی کی کرن نمودار کی اور نہایت معجزانہ طریقے سے خدمتِ قرآن کے لیے میری تحریروں کو خاص کیا اور میری کمزوریوں اور عیوب پر اور افلاس اور کم مائیگی پر پردہ ڈال دیا۔''

اِن تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ سعید نورسی آغازِ جوانی ہی سے جدید مغربی مادیت کے مضر اثرات اور اسلامی عقائد کے خلاف اس کے چیلنج کے متعلق فکر مند تھے، اور ایک نئے علم الکلام کی ضرورت کو شدت سے محسوس کر رہے تھے۔ چنانچہ 1921ء میں جب انہیں سعید القدیم سے سعید الجدید کے ذہنی سفر کا موقع ملا تو سیاست اور عمرانیات سے یکسو ہو کر ''رسائلِ نُور'' کی تصنیف و تالیف میں ہمہ تن مصروف ہو گئے اور اِن تحریروں کے ذریعے ذہنی و فکری تربیت کا سامان فراہم کیا، کیونکہ زمانے کی حقیقی ضرورت، جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے، عوام الناس کو غلط سمتِ سفر سے روکنا اور صراطِ مستقیم پر قرآن کی روشنی ڈالنا ہے، تاکہ اس نور کی برکت سے غلط اور صحیح میں وہ امتیاز کر سکیں۔ یہ مقصد سیاسی سرگرمی اور انتخابات وغیرہ کے جھمیلوں سے بالکل مختلف ہے، اور اپنی بنیادوں اور اثرات کے اعتبار سے بہت مستحکم ہے، کیونکہ قرآنی روشنی کا معاملہ تو یہ ہے کہ اس سے فیض نہ اٹھایا جائے یا استفادہ نہ کیا جائے، یہ تو الگ بات ہے، مگر اس کے متعلق کسی اختلاف یا شبے یا بحث مباحثہ کی گنجائش نہیں ہے۔

شیخ نُورسی نے اپنے ''رسائلِ نُور'' کی تصنیف و توسیع کے محرکات پر تمثیلی و مجازی پیرائے میں بھی روشنی ڈالی ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان پُل پر سے سخت تاریکی میں گزر رہے ہیں۔ پُل کے دائیں جانب ایک وسیع قبرستان، اُداسی میں غرق نظر آ رہا تھا، جبکہ بائیں جانب گہرا متلاطم سمندر تھا۔ انہوں نے روشنی کے لیے ایک لیمپ سنبھال رکھا تھا، مگر یکایک دیکھا کہ اُن کی راہ میں مختلف درندے کھڑے ہیں۔ لیمپ اُن کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا اور اُسی لمحے پورا ماحول منور ہو گیا۔ قبرستان ایک خوبصورت اور خوش منظر نخلستان نظر آنے لگا، جہاں اسماء الحسنٰی کے ورد اور پاکیزہ گفتگو میں سارے افراد مصروف تھے۔ پُل کے بائیں جانب گہرا متلاطم سمندر ایک پُرسکون مرغزار میں تبدیل ہو چکا تھا۔ وہ درندے بھی اب پالتو اور بے ضرر جانور نظر آ رہے تھے۔

اس خواب کی تعبیر سعید نورسی نے اس طرح کی کہ دونوں پہاڑوں سے مُراد زندگی کا آغاز و انجام یعنی مبداء و معاد تھے۔ پُل کا دایاں جانب ماضی کی طرف اشارہ کر رہا تھا اور بایاں جانب مستقبل کی طرف۔ پُل سے مُراد خود زندگی ہے۔ شمع جو گر کر ٹوٹ گئی، انانیت اور نفس تھی۔ وحشی درندے جو شمع کی غلط روشنی کی وجہ سے درندے نظر آ رہے تھے، دراصل زندگی کے نشیب و فراز تھے۔ جب انانیت کی شمع ٹوٹ گئی تو سارا منظر واضح اور نمایاں ہو گیا اور خدا کی بے پایاں مہربانی اور نوازش کا مظہر دکھائی دینے لگا۔ اس خواب کو شیخ نے قرآن مجید کی متعدد آیات کی روشنی میں دیکھا۔ خاص طور سے مندرجۂ ذیل آیات کا اس پر انطباق کیا:

''جو لوگ ایمان لاتے ہیں، اُن کا حامی و مددگار اللہ ہے، اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں، اُن کے حامی و مددگار طاغوت ہیں، اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔ یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے''

(سورۃ البقرہ:257)

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نُور ہے۔ اُس کے نُور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہُوا ہو، چراغ ایک فانوس میں ہو۔ فانوس کا حال یہ ہو کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہُوا تارا، اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی، جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو، چاہے آگ اُس کو نہ لگے۔ اِس طرح روشنی پر روشنی بڑھنے کے تمام اسباب جمع ہو گئے ہوں۔ اللہ اپنے نُور کی طرف، جس کی چاہتا ہے، رہنمائی فرماتا ہے۔ وہ لوگوں کو مثالوں سے بات سمجھاتا ہے۔ وہ ہر چیز سے واقف ہے۔'' (سورۂ نُور:35)

سورۃ النور کی ان آیات پر غور و تدبر کرتے ہوئے شیخ سعید نُورسی نے افکار و خیالات اور عالمی رجحانات کا تجزیہ کیا۔ انہوں نے رزق و معاش کی ضرورت مند دنیائے حیوانات پر نظر ڈالی اور فلسفۂ مادیت کے تناظر میں موجودہ دنیا کا مشاہدہ و مطالعہ کیا تو اُنہیں یہ زندہ دنیا بڑی الَمناک اور خوفناک نظر آئی، کیونکہ اُس کی کمزوری و درماندگی کے باوصف اس کی مفلسی و غربت اور شدتِ احتیاج نے انہیں پریشان کر کے رکھ دیا۔

(جاری ہے)

✿✿ضرورت رشتہ✿✿

☆ جہلم میں رہائش پذیر لڑکی، عمر 26 سال، تعلیم ایم بی اے، قوم ڈار راجپوت، حجاب اور صوم صلوٰۃ کی پابند کے لئے جہلم یا ملحقہ اضلاع سے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔
برائے رابطہ: 0300-9118363

☆☆☆☆☆

☆ لاہور سے مغل برادری کی 25 سالہ LLB بیٹی کے لئے موزوں رشتہ مطلوب ہے۔
برائے رابطہ: 042-7593145

☆☆☆☆☆

☆ اسلام آباد میں مقیم رفیق تنظیم کو 26 سالہ بیٹے، M.Sc انجینئرنگ اور 23 سالہ بیٹی، B.Sc انجینئرنگ کے لئے موزوں رشتے مطلوب ہیں۔
برائے رابطہ: 051-4437656

☆☆☆☆☆

☆ لاہور میں رہائش پذیر دینی مزاج کی حامل، حافظہ عالمہ، بی اے لڑکی، عمر 20 سال کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ، حافظ محمد حفیظ: 0333-4280972

☆☆☆☆☆

☆ لڑکی، عمر 26 سال، تعلیم FA، عالمہ فاضلہ کا چار سالہ کورس کے ساتھ الہدیٰ انٹرنیشنل سے کورسز، ذات جاٹ کے لئے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ (بڑی بہن):
051-2289128 0304-9517233

☆☆☆☆☆

☆ اسلام آباد میں مقیم لڑکی، عمر 32 سال، تعلیم ایم فل زوالوجی کے لئے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ برسرروزگار نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے۔
برائے رابطہ: 0321-5106040

مجھے پردے سے کیسے محبت ہوئی؟

یونی ریڈلی
ترجمہ سید افتخار احمد

اسلام دشمن قوتیں محض عسکری میدان میں مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار نہیں، بلکہ نظریاتی محاذ پر بھی اسلام اور اسلامی تہذیب کے خلاف مصروف عمل ہیں۔ اعدائے اسلام کی نظریاتی یلغار کا ہدف اسلام کے سیاسی نظام کے ساتھ ساتھ اُس کا سماجی اور معاشرتی نظام بھی ہے۔ مغربی دنیا میں ایک عرصے سے ستر وحجاب کے خلاف مہم چل رہی ہے۔ اِسے کمیونیکشن میں رکاوٹ اور قومی یکجہتی کے منافی قرار دے کر مطعون کیا جا رہا ہے۔ معروف برطانوی صحافی ایون ریڈلی نے زیر نظر مضمون میں پردے کے خلاف متعصبانہ اندازِ فکر کی غلطی اور پردے سے اپنی محبت کو بیان کیا ہے۔ ریڈلی جنگ افغانستان کے ابتدائی ایام میں طالبان کی قید میں رہی ہیں۔ وہ طالبان کے حسن سلوک سے بے حد متاثر ہوئیں، اور رہائی کے بعد جب انہوں نے اسلام کا باقاعدہ مطالعہ شروع کیا، تو اُن پر یہ راز کھلا کہ عورت کو جو مقام اور حقوق اسلام عطا کرتا ہے، وہ کسی اور مذہب اور ازم میں اُسے میسر نہیں۔ انہوں نے افغانستان میں اسیری کے حالات پر مشتمل کتاب ''In The Hands of Taliban'' بھی لکھی، جس نے مغربی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ آج کل وہ لندن میں اسلام ٹی وی چینل چلا رہی ہیں۔ ریڈلی کا یہ مضمون Modem Muslim Digest کے اپریل 2007ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ ہم مذکورہ رسالے کے شکریے کے ساتھ اس کا ترجمہ ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

میں کسی پردہ دار خاتون کو دیکھ کر ہمیشہ یہ تاثر لیتی تھی کہ یہ بہت ہی مظلوم مخلوق ہے۔ ستمبر 2001ء کے واقعہ کے 15 روز بعد میں افغانستان میں سر سے پاؤں تک ایک نیلے برقعہ میں ملبوس داخل ہوئی۔ میرا مقصد اس مظلوم مخلوق کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا۔ لیکن جلد ہی مجھے احساس ہو گیا کہ میں گرفتار ہو چکی ہوں۔ 10 روز میں طالبان کی جیل میں رہی۔ میں ان پر تھوکتی اور غلیظ زبان استعمال کرتی تھی۔ جس پر وہ مجھے ''گندی'' عورت کہتے تھے۔ لیکن میں نے ان سے قرآن پڑھنے اور اسلام کے بارے میں جاننے کا وعدہ کیا تو انہوں نے مجھے باعزت افغانستان سے باہر نکال دیا۔ میری اس رہائی پر معلوم نہیں وہ زیادہ خوش تھے یا میں؟

میں جب لندن پہنچی تو اپنے وعدہ کے مطابق اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ میں بہت حیران ہوئی جب مجھے قرآن مجید میں عورت کو مارنے اور بیٹیوں پر ظلم کرنے کا ایک بھی لفظ نہ ملا۔ اس کے برعکس عورت کی آزادی اور اچھے سلوک کا کئی دفعہ تذکرہ ملا۔ نتیجتاً اپنی گرفتاری کے اڑھائی سال بعد میں مسلمان ہو گئی جس پر میرے رشتہ دار اور دوست بہت حیران ہوئے۔ میں بڑے افسوس اور دکھ سے یہ بات تحریر کر رہی ہوں کہ یہاں برطانیہ میں مسلمان عورت کے نقاب کو جس میں صرف آنکھیں ہی نظر آتی ہیں، سیکرٹری خارجہ جیک سٹرا نے قومی یکجہتی کے منافی قرار دیا۔ وزیر اعظم ٹونی بلیئر یا مصنف سلمان رشدی یا اٹلی کا وزیر اعظم رومانو پروڈی سب جیک سٹرا کی حمایت میں مرے جا رہے ہیں۔ مگر میں جو پردہ کے دونوں پہلوؤں کو جانتی ہوں، آپ کو بتاتی ہوں کہ مغرب کے مرد، سیاست دان اور صحافی جو اسلامی دنیا کی مظلوم عورتوں کے غم میں گھلے جا رہے ہیں کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ لوگ، بچپن کی شادی، بچیوں کے ختنہ، حمیت وغیرت میں قتل اور زبردستی شادی سب کی ذمہ داری اسلام پر ڈال کر اسے بدنام کر رہے ہیں۔ ان کی معلومات کا دارومدار ان کی اپنی ''جاہلیت'' ہے۔

پروڈی کا یہ بیان مضحکہ خیز ہے کہ پردہ کمیونیکیشن میں رکاوٹ ہے۔ اگر واقعی پردہ کمیونیکیشن میں رکاوٹ ہے، تو عام ٹیلی فون، موبائل فون، ڈاک، ای میل اور فیکس مشین کے فوائد کا انکار کیوں نہیں کیا جاتا۔ ریڈیو تو کسی نے بند نہیں کیا کہ اِس پر چہرہ نظر نہیں آتا۔

ان معاشرتی برائیوں اور رسوم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن مجید کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ 1970ء سے مغربی مفکر جن حقوق نسواں کا شور مچا رہے ہیں وہ تو آج سے 1400 سال پہلے مسلمان عورت کو مل چکے ہیں۔ مسلمان عورت روحانی اور علمی حیثیت کے لحاظ سے مردوں کے برابر شمار ہوتی ہے۔ اور عورت کی بچے کی پیدائش و پرورش ایک اضافی خوبی شمار کی گئی ہے۔ جب اسلام عورت کو اتنا زیادہ عطا کرتا ہے تو مغربی مرد کے سر پر مسلم عورت کا لباس کیوں سوار ہے؟ برطانوی حکومت کے وزراء گارڈن براؤن اور جان ریڈ تک نے نقاب کے بارے میں گھٹیا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ حالانکہ وہ خود سکاٹ لینڈ کے بارڈر سے تعلق رکھتے ہیں جہاں مرد ''سکرٹ'' پہنتے ہیں۔

جب میں مسلمان ہوئی اور سر پر سکارف پہننا شروع کیا تو ردِعمل کے طور پر بہت شور ہاؤ ہو مچایا گیا۔ حالانکہ میں نے تو صرف اپنا سر اور بال ڈھانپے تھے۔ میں ایک ہی جست میں دوسری کلاس کی شہری شمار ہونے لگی۔ اگرچہ مجھے معلوم تھا کہ اسلام مخالفین کی طرف سے شور ہو گا مگر مجھے اجنبیوں کی طرف سے اتنی دشمنی کی امید نہ تھی۔ ٹیکسی والے میرے پاس سے گزرتے ہوئے ''کرایہ کے لئے خالی'' روشنی جلا لیتے تھے۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور نے تو ایک سفید فام مسافر کو میرے سامنے اتار کر میری طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ جب میں نے اس کی طرف گھور کر دیکھا تو وہ چلا گیا۔ ایک اور نے کہا ''پچھلی سیٹ پر بم رکھ کر نہ اتر جانا'' اور پوچھا ''بن لادن کہاں چھپا ہوا ہے''

مسلمان عورتوں کے لئے حیادار لباس پہننا دینی فریضہ ہے۔ لیکن بہت سی مسلمان عورتیں جنہیں میں جانتی ہوں ایسا حجاب پہنتی ہیں جس میں چہرہ ننگا ہوتا ہے۔ جبکہ بہت سی ایسی ہیں جو نقاب پسند کرتی ہیں۔ پردہ ذاتی توضیح ہے۔ میرا باپردہ لباس ظاہر کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور توقع ہوتی ہے کہ میرے ساتھ باعزت سلوک ہو۔ میرے جیسی نومسلم کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ مرد للچائی ہوئی نظروں یا واہیات حرکات کے ساتھ ہمارا سامنا کریں۔

میں کافی عرصہ مغربی عورت رہی ہوں۔ لیکن مجھے تجربہ ہوا ہے کہ مسلمان عورت اپنے سیکولر ساتھی مرد کی نسبت زیادہ قدامت پسند ہے۔ ہم خوفناک مقابلہ حسن کی مظاہرین سے نفرت کرتی ہیں۔ اور میں نے تو ہنسنا بھی بند کر دیا۔ جب 2003ء میں ''مقابلہ حسن کرہ ارض'' میں بکنی میں ملبوس مس افغانستان ویدا اصمد زئی کو خوش آمدید کہا گیا۔ عورت کی آزادی

میں یہ ایک پہاڑ جیسا قدم تھا۔ انہوں نے صمد زئی کو ایک خصوصی انعام سے بھی نوازا کہ اس نے حقوق نسواں کی فتح کے لئے اتنا بڑا اقدام کیا۔

کچھ مسلمان عورتیں حجاب اور نقاب کو مغرب کی زیادتیوں، کثرت شراب نوشی، زنا، اور مخدرات کے رد میں ایک سیاسی نشان خیال کرتی ہیں، کچھ لوگ اِسے آزادی کے منافی خیال کرتے ہیں۔ کیا آزادی یہ ہے کہ آپ کے سکرٹ کی لمبائی، آپ کی چھاتیوں کے (سرجری سے نمایاں کئے گئے) اُبھار کا اندازہ لگایا جائے، یا یہ بات کہ آپ ہر قسم کے خطرے اور خوف سے بے نیاز ہوں۔ پردہ ایک اچھے کردار کی عکاسی کرتا ہے۔ اور اسلام میں تو برتری کی بنیاد ہی کردار اور پارسائی ہے، نہ کہ خوبصورتی، دولت، طاقت یا عہدہ۔

مجھے علم نہیں کہ مجھے چیخنا چاہیے یا ہنسنا، جب اٹلی کے پروڈی نے پچھلے ہفتے یہ بیان دیا کہ ''عقل کا تقاضا ہے کہ نقاب نہ پہنا جائے، کیونکہ یہ معاشرتی رابطہ کی راہ میں رکاوٹ ہے۔'' یہ سب بکواس ہے۔ اگر نقاب نہ پہننا ہی معاشرتی رابطہ کا ذریعہ ہے تو یہ عام ٹیلی فون، موبائل فون، ڈاک، ای میل، فیکس مشین پر پیغام رسانی روزمرہ کے استعمال میں کس لئے ہیں؟ ریڈیو کو تو کسی نے بند نہیں کیا کہ اس پر چہرہ نظر نہیں آتا؟

اسلام کی وجہ سے میری عزت افزائی ہوئی ہے۔ اسی سے مجھے معلوم ہوا کہ علم حاصل کرنا میرا حق ہے، اور اسے تلاش کرنا میرا فرض ہے۔ خواہ میں اکیلی ہوں یا شادی شدہ۔ یہ بالکل غلط ہے کہ مسلم مردوں کو اپنی بیویوں کو پیٹنے کی کھلی چھٹی ہے۔ اسلام پر نکتہ چینی کرنے والے سیاق و سباق سے الگ کر کے قرآنی آیات یا احادیث پیش کرتے ہیں۔

یہ صرف مسلمان مرد ہی نہیں جنہیں اپنی بیویوں کے مرتبہ اور سلوک کے متعلق نظر ثانی کرنی چاہیے۔ ''قومی گھریلو تشدد سروے'' کے مطابق 40 لاکھ امریکن عورتوں پر ان کے ساتھی مردوں نے ایک سال میں سخت مجرمانہ حملے کئے۔ روزانہ 3 سے زیادہ امریکن عورتیں اپنے خاندوں یا دوستوں کے ہاتھوں موت کے منہ میں جاتی ہیں۔ 9/11 کے بعد سے اب تک یہ تعداد 5,500 سے تجاوز کر چکی ہے۔ ظالم مرد کسی ایک مذہب یا معاشرہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ دنیا میں ہر تیسری عورت کی پٹائی ہوتی ہے یا جبری زنا ہوتا ہے یا کسی اور طریقہ سے تشدد برداشت کرتی ہے۔ یہ تمام کرۂ ارض کا مسئلہ ہے جو مذہب، دولت، کلاس، نسل اور ثقافت سے بالا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ مغرب کے مرد اب تک عورت پر اپنی برتری قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ایک ہی کام کے لئے مردوں کو عورتوں سے زیادہ تنخواہ ملتی ہے۔ مرد، عورتوں کو ہر جگہ للچائی ہوئی نظر سے ہی دیکھتا ہے۔ جہاں ممکن ہو وہ اپنی طاقت یا دبدبہ کا فائدہ اٹھاتا ہے۔ اگر اب بھی لوگ خیال کریں کہ اسلام عورت کو دباتا ہے تو انہیں 1992ء کا ریو پیٹ رابرٹسن کا وہ بیان یاد کرنا چاہیے جس میں اس نے قوت حاصل کی ہوئی عورت کے متعلق کہا:

''زنانہ پن ایک سوشلسٹ، خاندان کش سیاسی تحریک ہے جو عورتوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اپنے خاوندوں کو چھوڑنے، اپنے بچوں کو قتل کرنے، جادوگری، کیپٹلزم کو برباد کرنے اور ہوموسیکسولٹی کی۔''

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ کون مہذب ہے، کون نہیں؟

✿✿✿✿✿

بقیہ: کالم آف دی ویک

وزیراعظم کے انتہائی غیر متوقع اور ناپسندیدہ طرز عمل نے ان کی کمزوری آشکار کر دی اور اپوزیشن کو مواقع فراہم کئے۔ عمران خان نے کہا: بے نظیر نے سندھ کارڈ استعمال نہ کیا۔ لیکن صدر نے ایم کیو ایم کارڈ استعمال کر ڈالا۔ خواجہ محمد آصف نے کہا: صدر اور وزیراعظم ایم کیو ایم سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ان کی ترجیح ہے۔

تاریخ کا سبق یہ ہے کہ حکمران دوسروں کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہوتے خود اپنی کمزوریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ المناک بات یہ ہے کہ وہ پہاڑ سی غلطیاں کر رہے ہیں اور توجہ دلانے والے ذرائع ابلاغ سے ناراض ہیں۔ حالانکہ اگر وہ غور کریں تو وہ ان کا ہمدرد ہے۔ وہ ان کا مددگار ہے۔ مگر افسوس کہ وہ مدد کرنے والوں کا ہاتھ جھٹک رہے ہیں۔ اور بدخواہوں سے گلے ملتے ہیں اور انہیں سینے سے لگاتے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترے حسنِ خلق کی چھینٹ تک مری زندگی پہ نہ پڑ سکی
میں ہوں مطمئن ترے نام پر درو بام کو تو سجا دیا

ترا نقشِ پا تھا جو راہنما تو غبارِ راہ تھی یہ کہکشاں
اسے کھو دیا تو زمانے بھر نے ہمیں نظر سے گرا دیا

میں ترے مزار کی جالیوں کی مدحتوں میں مگن رہا
ترے دشمنوں نے ترے چمن میں خزاں کا جال بچھا دیا

ترے ثور و بدر کے باب کے میں ورق الٹ کے گزر گیا
مجھے صرف تیری حکایتوں کی روایتوں نے مزا دیا

یہ مری ارادتِ بے بصرٗ یہ مری عقیدتِ بے ثمر
مجھے میرے دعوئ عشق نے نہ صنم دیا نہ خدا دیا

مرے رہنما ترا شکریہ میں کس زبان کروں میں ادا
مری زندگی کی اندھیری شب میں چراغِ فکر جلا دیا

شخصیت

ہارون الرشید

تاریخ کا سبق یہ ہے کہ حکمران دوسروں کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہوتے، خود اپنی کمزوریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ناتمام اور ادھوری شخصیات تباہی کا باعث بنتی ہیں۔

آدمی خود کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے لیکن قدرت کا اصول یہ ہے کہ وہ آدمی کو منکشف کرتی ہے۔ فارسی کے شاعر نے کہا تھا ''من انداز قدت رامی شناسم'' تم کیسے ہی بہروپ بھرو، کیسا ہی لباس پہنو، میرے لئے تمہارا قد و قامت تمہیں آشکار کرتا ہے، تمہاری باڈی لینگویج یہ سب کچھ بتا دیتی ہے۔ شاعر کی تسلی اپنی جگہ، حقیقت یہ ہے کہ کبھی پہچان لیتے ہیں۔

عمر بھر کا تجربہ یہ ہے کہ کسی دفتر میں کسی کو معمولی سا منصب سونپا جاتا ہے۔ ایک نیا آدمی، جس کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی اس کے منصب کی اور اسے کوئی جانتا نہیں۔ لیکن پھر اپنی صلاحیت، حسن اخلاق اور ریاضت سے وہ چونکا دیتا ہے، دلوں میں گھر بنا لیتا ہے اور یگانہ روزگار خورشید رضوی کے بقول۔

کب نکلتا ہے کوئی دل میں اتر جانے کے بعد
اس گلی میں دوسری جانب کوئی رستہ نہیں

ایک شخص ہوتا ہے اور ایک شخصیت۔ شخص چہرہ مہرہ ہے، لباس ہے، قد و قامت اور روپ، شخصیت مزاج ہے، افتاد طبع، اطوار، علم اور عادات۔ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ طوفانوں میں سلامت رہتے ہیں اور آندھیوں کے مقابل اپنا صبر و قرار اس طرح برقرار رکھتے ہیں کہ انسان تو کیا فرشتے رشک کریں۔ صلاح الدین ایوبی کے سوانح نگار نے سمندر کے ہیجان کا حال لکھا ہے۔ پہاڑ سی لہریں اٹھ کے آتی تھیں اور سفینہ ہچکولے کھا رہا تھا۔ مصنف کا کہنا ہے کہ وہ خیالات کے بھنور میں پھنسا تھا۔ اس نے سوچا جو فقیہہ سمندری سفر کرنے والوں کی شہادت قبول نہیں کرتے، وہ بجا ہی کرتے ہیں۔ پھر اس نے سوچا، اگر چند میل کے سمندری سفر کے عوض اسے دنیا بھر کی بادشاہت پیش کی جائے تو وہ قبول نہ کرے۔ پانی کی اذیت ناک اور دہلا دینے والی موت۔ اتنے میں وہ عرشے پر آیا اور اس نے صلاح الدین کو دیکھا، بے نیاز لیکن غور و فکر میں غلطاں۔ اپنے عزیز دوست سے...... اور ان کی رفاقت برسوں پر پھیلی تھی...... اس نے یہ کہا: ریاست کا کاروبار بہت سا وقت رائیگاں کرتا ہے، لہٰذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس سے دستبردار ہو جاؤں۔ میں ایک لشکر بناؤں گا اور زمین کے آخری کونے تک خدا کے دشمنوں (صلیبیوں) کا پیچھا کروں گا۔ وہ لکھتا ہے میں نے کہا: صلاح الدین دنیا میں تمہارے جیسا صاحب ایمان کوئی نہیں۔ ایسا متوکل اور بہادر انسان میں نے عمر بھر نہیں دیکھا۔ سلطان نے حیرت سے اپنے مداح کو دیکھا اور پوچھا تم یہ بات کیوں کہتے ہو'' اس لیے کہ موت کے خوف نے چہروں کو پیلا کر دیا اور تمہیں اس طوفان کی پروا ہی نہیں۔'' تاریخ کے عظیم ترین فاتحین میں سے ایک، وہ آدمی جسے مشرق اور مغرب کے ہر قابل ذکر مؤرخ کو خراج تحسین پیش کرنا تھا، اس پر شرمایا اور کیبن میں چلا گیا۔

دباؤ میں آدمی کا پتہ چلتا ہے۔ منصب اور ذمہ داری ایک بے نقاب کر دینے والی چیز ہے۔ بہت طمطراق کے ساتھ،

> **تاریخ کا سبق یہ ہے کہ حکمران دوسروں کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہوتے، خود اپنی کمزوریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ المناک بات یہ ہے کہ صدر پرویز مشرف پہاڑ سی غلطیاں کر رہے ہیں اور توجہ دلانے والے ذرائع ابلاغ سے ناراض ہیں**

دعوؤں اور چونکا دینے والے عزائم کے ساتھ لوگ مناصب پر فائز ہوتے ہیں۔ لیکن وہ ان کے مقابل کمتر ثابت ہوتے ہیں۔ وہ آمرانہ طرز عمل اختیار کرتے ہیں، سازش کرتے ہیں، عدم تحفظ کا شکار ہو کر گروہ بنا لیتے ہیں۔ ایسے ہر آدمی کے مقدر میں آخر کار رسوائی ہوتی ہے اور نفرت۔ رسوائی اور نفرت نہیں تو ناکامی بہرحال۔

لیڈر وہ شخص ہوتا ہے جو وعظ سے نہیں، اپنے عمل سے دوسروں کی رہنمائی کرتا ہے، مشکل حالات میں اوسان برقرار رکھتا ہے، ناکامی کی ذمہ داری قبول کرتا ہے، تجربہ کرنے سے ہچکچاتا نہیں، دوسروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، رواداری سے کام لیتا ہے، سیکھنے میں لگا رہتا ہے مشورہ کرتا ہے اور سب سے اہم یہ کہ تعصب کا شکار نہیں ہوتا، تنگ نظری اس کا شعار نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص کا ایک خاندان، نسل، زبان، علاقہ اور قبیلہ ہوا کرتا ہے لیکن ایک قوم کا رہنما ان چیزوں کو اپنی شناخت بناتا ہے اور نہ دوسروں کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے انہیں ملحوظ رکھتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرے تو اخلاقی یا نفسیاتی طور پر وہ کمزور آدمی ہے اور اس قوم کو نقصان پہنچائے گا۔ جس کی ذمہ داری اسے سونپی گئی۔ مثال کے طور پر میاں نواز شریف نے مرکزی حکومت کے 225 اہم مناصب میں سے 175 وسطی اور شمالی پنجاب کو سونپ دیئے تھے، جسے موٹر وے بیلٹ کہا جاتا ہے۔ سندھیوں، بلوچوں، پشتونوں اور مہاجروں کے ساتھ وہ تعصب نہ رکھتے تھے۔ مگر ان کے درمیان آسودہ نہ ہوئے۔ اسی طرح اختلاف کرنے والوں کے ساتھ بھی۔ کبھی وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ بھی دیتے کہ اختلاف کرنا ہو تو دوسروں کے سامنے نہیں، تنہائی میں کرو...... ظاہر ہے کہ تمہید اور احتیاط کے ساتھ۔ ذوالفقار علی بھٹو حیران کن صلاحیت اور ریاضت کے آدمی تھے۔ لیکن مہاجروں سے بالخصوص عصبیت رکھتے اور ذاتی مخالفت کو کبھی فراموش نہ کرتے۔

جنرل پرویز مشرف نے اقتدار سنبھالا تو پورا ملک ان کے ساتھ تھا۔ فوج کے جن کمانڈروں نے ان کے لئے منتخب حکومت کا تختہ الٹا اور وزیراعظم کو گرفتار کیا، وہ پنجابی اور کشمیری تھے۔ قوم نے انہیں قبول کر لیا تھا۔ بار بار میں یاد دلاتا ہوں کہ گیلپ سروے کے مطابق 80 فیصد لوگوں کو نواز شریف کا غیر جمہوری طرز عمل ناپسند تھا مگر وہ یہ توقع رکھتے تھے کہ سپہ سالار جمہوریت بحال کر دیں گے، لیکن افسوس کہ جنرل مشرف ماضی کے کسی بھی آمر سے زیادہ خود پسند ثابت ہوئے۔ ملک کے تمام صوبوں میں انہوں نے خدمات انجام دیں اور پورا ملک ان سے تعاون پر آمادہ تھا۔ افسوس کہ وہ اپنی ذات شخصی پسند و ناپسند اور تعصبات سے اوپر نہ اٹھ سکے۔ 12 مئی کو کراچی کے المناک واقعات کے بعد، دوسرے تو کیا قاف لیگ کے لوگ بھی تحفظات رکھتے ہیں۔ صدر اور وزیراعظم کے ساتھ گزشتہ روز کی خفیہ ملاقات میں بعض نے سرکاری پالیسی پر نکتہ چینی کی۔ وہ حیران تھے کہ صدر نے 12 مئی کی غنڈہ گردی کو عوامی طاقت کا مظاہرہ کیوں قرار دیا۔ وہ ششدر رہ گئے۔ انہوں نے صدر اور وزیراعظم دونوں کو ایم کیو ایم کا دفاع کرتے دیکھا۔ صدر نے قاف اور فنکشنل لیگ کے لوگوں کو تلقین کی کہ وہ ایم کیو ایم کو تنہا نہ چھوڑیں۔ کیوں؟ ایم کیو ایم کون سا کارنامہ انجام دے رہی ہے۔ وہ اپنے سیاسی اور لسانی حریفوں سے برسر جنگ ہے، ریاست ان کا ساتھ کیوں دے؟ صدر اور وزیراعظم جو پوری قوم کے نمائندہ ہیں، اور ہر طبقے کے ساتھ جن سے پدرانہ طرز عمل کی توقع کی جاتی ہے۔ ایک لسانی گروہ کے ساتھ کیوں کھڑے ہوں۔ اس حال میں کہ خود اردو بولنے والوں کی اکثریت نے 12 مئی کو ایم کیو ایم کی تائید سے انکار کر دیا۔ صدر اور (باقی صفحہ 13 پر)

☆ کیا خواتین مسجد میں باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں؟ ☆ کیا سودی قرض لے کر گھر تعمیر کیا جا سکتا ہے؟

☆ کسی کے پلاٹ پر تعمیر شدہ مسجد کے بارے میں کیا حکم ہے؟

☆ کیا غیر مسلم ملک میں مقیم مسلمان داڑھی کٹوا سکتا ہے؟ ☆ کیا شادی کے موقع پر مہر کی رقم کی ادائیگی ضروری ہے؟

پوچھے گئے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: کیا خواتین مسجد میں باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں؟

ج: خواتین مسجد میں باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں خواتین ایسا کرتی تھیں لیکن ان کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ اپنے گھر میں نماز ادا کریں اور آپؐ نے ایک حدیث میں خواتین کی گھر کی نماز کو مسجد کی نماز سے افضل قرار دیا۔

س: کسی کے پلاٹ پر تعمیر شدہ مسجد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ایسی صورت میں کیا مسجد کو شہید کرنا جائز ہے؟

ج: کسی کے ذاتی پلاٹ پر مسجد یا مدرسہ تعمیر کرنا جائز نہیں ہے۔ اسلام اس کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ ایسی مسجد کی تعمیر کی صورت میں (مسجد یا مدرسہ انتظامیہ) اصل مالک کو کوئی متبادل جگہ فراہم کرنے کی پابند ہوگی۔ اگر مالک زمین اس تبادلے یا منتقلی پر رضامند نہ ہو تو پھر اس مسجد یا مدرسے کو گرایا جائے گا۔ پچھلے دنوں امام کعبہ کا یہی فتویٰ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔

س: مسلمانوں کو پوری دنیا میں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے اور غیر مسلم مسلمانوں سے خوفزدہ بھی ہیں؟ کیا ایسی صورت میں غیر مسلم ملک میں مقیم مسلمان داڑھی کٹوا سکتا ہے؟

ج: پہلا سوال تو یہ ہے کہ ایک مسلمان غیر مسلم ملک میں کیوں رہائش پذیر ہے؟ اکثر علماء کے نزدیک مسلمانوں کا ایسی جگہ رہائش پذیر ہونا جائز نہیں ہے جہاں ان کے لیے انفرادی زندگی بھی اسلام کے مطابق گزارنے کی آزادی نہ ہو۔ ایسے مسلمانوں پر بلاد اسلامیہ کی طرف ہجرت کرنا فرض ہے۔ اس موضوع پر سعودی عرب کے ایک بہت بڑے عالم الشیخ محمد بن صالح العثیمین کے مضمون کا اردو ترجمہ ماہنامہ محدث اپریل 2007 میں شائع ہوا جس میں غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے قیام کے جائز و ناجائز ہونے پر قرآن و سنت کی روشنی میں تفصیلی بحث موجود ہے۔

س: کیا شادی کے وقت مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو مہر کی مکمل رقم ادا کرے؟ اس کی کیا مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں؟

ج: مہر کی دو قسمیں ہیں: مہر معجل اور مہر مؤجل۔ پہلی قسم وہ ہے جو کہ فوراً نکاح کے موقع پر ادا کر دی جاتی ہے جبکہ دوسری قسم جب بیوی کی طرف سے مستقبل میں مطالبہ ہو گا، تو ادا کی جاتی ہے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔

س: اگر بغیر سود قرض میسر نہ ہو تو کیا سود پر قرضہ لے کر گھر تعمیر کیا جا سکتا ہے؟

ج: شریعت اسلامیہ اپنے ماننے والوں کے مسائل حل کرتی ہے نہ کہ بڑھاتی ہے۔ سود پر قرض لے کر مکان تعمیر کرنے سے کسی مسلمان کا ایک مسئلہ تو حل ہوتا ہے لیکن دس مسائل اور پیدا ہو جاتے ہیں۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے ایسے مسلمان بھائی کے سود در سود میں پھنس کر اپنی جمع پونجی اور گھر کا سامان بیچنے اور فاقوں اور لوگوں کے سامنے سوال کرنے تک کی نوبت آ جاتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ انسان شریعت اسلامیہ پر عمل کرے اور ہر قسم کے سودی لین دین سے اجتناب کرے۔

س: حدیث ''اِتَّقُوْا فِرَا سَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ'' کے بارے میں بتائیں، کیا یہ صحیح روایت ہے؟

ج: امام خطیب بغدادیؒ نے کہا ہے 'ھو الصواب' یہ روایت درست ہے۔ علامہ ابن جوزیؒ نے کہا ہے 'لایصح' یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ علامہ صغانیؒ نے اسے موضوع (جھوٹی) روایت کہا ہے۔ امام ذہبیؒ نے اسے ''منکر'' کہا ہے۔ علامہ ہیثمیؒ نے اسے 'حسن' کہا ہے۔ علامہ زرقانیؒ اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔ علامہ جار اللہ الصعدی نے اسے 'حسن لغیرہ' کہا ہے۔ امام شوکانیؒ نے اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔ علامہ البانی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی تمام اسناد ضعیف ہیں، بات وہی صحیح ہے جو علامہ البانی نے کہی ہے کہ اس روایت کی م اسناد ضعیف ہیں لیکن یہ متعدد ضعیف اسناد مل کر ''حسن لغیرہ'' بن جاتی ہے۔ جیسا کہ امام شوکانی علامہ زرقانی، علامہ جار اللہ الصعدی، امام ہیثمی وغیرہ نے کہا ہے۔ لہٰذا انفرادی طور پر تو یہ روایت جس سند سے بھی آئے گی، ضعیف ہی کہلائے گی، لیکن متعدد ضعیف ہم معنی روایات سے مل کر ''حسن لغیرہ'' کہلائے گی اور 'حسن لغیرہ' مقبول حدیث کی ایک قسم ہے۔ لہٰذا اس سے بطور حدیث کسی مسئلے میں حجت پکڑی جا سکتی ہے۔

س: اللہ کے رسول کے داڑھی ترشوانے سے متعلق اِس حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا۔ (عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ریش مبارک کے عرض سے بھی اور طول سے بھی کچھ ترشوا دیتے تھے۔)

ج: امام نوویؒ نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس حدیث کی سند میں ایک راوی عمر بن ہارون کے بارے میں کہا ہے کہ ''متھم بالکذب ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے ہی کہا ہے کہ محدثین کی ایک جماعت نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ امام شوکانیؒ نے کہا یہ حدیث حجت کے قابل نہیں ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے موضوع کہا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ بعض صحابہؓ مثلاً عبداللہ بن عمر اپنی داڑھی کے بال ترشوا لیتے تھے۔ محدث العصر مولانا عبداللہ محدث روپڑی کا اس موضوع پر ایک بہت ہی علمی و تحقیقی مقالہ ماہنامہ محدث میں شائع ہو چکا ہے۔

قارئین! کالم ''تفہیم المسائل'' کے لئے آپ اپنے سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیج سکتے ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی کا دورۂ میانوالی

22 اپریل 2007ء کو امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے مرکزی ناظم اعلیٰ جناب اظہر بختیار خلجی اور امیر حلقہ پنجاب غربی جناب محمد رشید عمر کے ہمراہ میانوالی کا مختصر دورہ کیا۔ امیر محترم نے رُفقاء تنظیم اسلامی میانوالی کی درخواست پر بعد نماز مغرب مسجد بیت المکرم میں رفقاء واحباب سے خطاب فرمایا، شرکاء کی تعداد تقریباً 200 سو کے لگ بھگ تھی۔ امیر تنظیم نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر اپنے خطاب میں فرمایا کہ اس موضوع پر تقاریر، جلسے، جلوس تو بہت ہوتے ہیں اور جوش وخروش کا مظاہرہ بھی کیا جاتا ہے مگر سیرت کا عملی پہلو اکثر وبیشتر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو رحمت للعلمین بنا کر بھیجا۔ آپ کی شانِ رحمت پر ہمیں بجا طور پر فخر ہے، مگر افسوس کہ اس کے عملی مظاہر سے ہم بے خبر ہیں۔ شانِ رحمت للعلمینی کے عملی مظاہر الھدیٰ یعنی قرآن حکیم اور ''دینِ حق'' یعنی اسلام کا نظامِ حیات ہے۔

مظہرِ اوّل قرآن حکیم انسانیت کے نام اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے۔ مگر آج ہماری حالت یہ ہے کہ نہ خود اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ بلکہ اس کا مقصد محض ایصال ثواب یا جاں بلب مریض کو سورۃ یٰسین سنا کر حالتِ جاں کنی سے نجات دلانا سمجھ لیا ہے۔ جہاں تک مظہر ثانی یعنی اظہار دین حق کا تعلق ہے تو ایک بہت بڑی اکثریت اس اہم ترین ذمہ داری کو اپنا فرض ہی نہیں سمجھتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا دین بیزار حکمران طبقہ اور اُن کے زیرِ سرپرستی N.G.Os دین اسلام کو فرد کا ذاتی معاملہ قرار دے کر بحیثیت مجموعی معاشرے میں اس کے نفاذ کو ناممکن قرار دیتے ہیں۔ اُنہوں نے مزید فرمایا کہ آج ہمارے معاشرے میں بے حیائی، عریانی اور فحاشی اپنے عروج پر ہے۔ سارا بینکنگ سسٹم سود پر مبنی ہے۔ جھوٹ، منافقت، دھوکہ، فریب اور کرپشن ہمارے مزاج کا حصہ ہیں۔ ہم نے اپنے ہمسائے میں اللہ والوں یعنی طالبان کی اسلامی ریاست کو ختم کرنے میں فرعونِ وقت کا ساتھ دیا، اور اپنے ملک کے اِسلام پسندوں کو چُن چُن کر ڈالروں کے عوض دشمنانِ دین وملت کے حوالے کر رہے ہیں اور ڈھٹائی کی حد یہ ہے کہ اپنے اس ظالمانہ اور بزدلانہ کردار پر بجائے شرمندگی کے فخر محسوس کرتے ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے رفقاء واحباب پر زور دیا کہ اس پرفتن دور میں اپنے ایمان کو بچانے کے لئے قرآن پاک سے چمٹ جائیں۔ اس کی تعلیمات کو خود سمجھیں اور دوسروں کو سمجھائیں۔ اللہ کے دین کے نفاذ کو اپنا مشن بنا کر اس کے لیے سرگرم عمل ہو جائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کتاب یعنی قرآن حکیم پر عمل کرنے کی وجہ سے قوموں کو عروج عطا فرمائیں گے اور اس کو چھوڑنے کی وجہ سے لوگ ذلیل ورسوا ہوں گے۔ آج قرآن حکیم کی طرف رجوع کر کے ہم دوبارہ وہ بلند مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ جو ہمارے اسلاف نے حاصل کیا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے خطاب کو لوگوں نے بڑی توجہ سے سنا اور سراہا۔ (مرتب: محمد افضل خان)

تقریب تقسیم اسناد رجوع الی القرآن کورس پارٹ (I&II)

مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبہ تدریس کے زیر اہتمام رجوع الی القرآن کورس پارٹ I اور پارٹ II کی سالانہ تقریب تقسیم اسناد، قرآن آڈیٹوریم میں 20 مئی 2007ء بروز اتوار منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے قرآن کے علم کی تحصیل اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی فضیلت کے موضوع پر بارہ احادیث پر مشتمل درس دیا۔ ان احادیث کے (Hand Outs) پہلے ہی سامعین میں تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ محترم ڈاکٹر اسرار صاحب نے پہلی حدیث (خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ) کے حوالے سے فرمایا کہ اس حدیث مبارکہ کا سورہ الرحمٰن کی ابتدائی چار آیات سے بڑا گہرا ربط وتعلق ہے۔ ان چار آیات میں چار چوٹی کی چیزوں کا ذکر ہے۔ پہلے اللہ کی صفات میں سے چوٹی کی صفت، صفت رحمانیت کا ذکر ہے جس کے ہم سب سے زیادہ محتاج ہیں۔ دوم قرآن کے علم کا ذکر کیا جو چوٹی کا علم ہے۔ سوم جملہ مخلوقات میں سے چوٹی کی مخلوق انسان کا ذکر ہے۔ چہارم انسان کو دی گئی مختلف صلاحیتوں میں سے چوٹی کی صلاحیت قوت گویائی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس حدیث اور ان آیات کا منطقی اور عقلی نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو اپنی بہترین صلاحیت یعنی قوت بیان چوٹی کے علم یعنی قرآن کو پھیلانے میں استعمال کرنی چاہیے۔ اس کے بعد آپ نے علم قرآنی کے حصول اور دوسروں تک پہنچانے کی فضیلت کے حوالے سے احادیث کی روشنی میں مفصل درس دیا۔

درس کے بعد رجوع الی القرآن کورس سال اول اور سال دوم کے کوآرڈینیٹر جناب رشید ارشد نے کورسز کا مختصر تعارف کروایا۔ اس سال رجوع الی القرآن کورس پارٹ (I) میں 15 خواتین اور 29 مردوں نے شرکت کی۔ انہوں نے رجوع الی القرآن کورس سال اول کا تعارف کرواتے ہوتے بتایا کہ کورس کے نام میں ہی اس کا تعارف ہے۔ یہ کورس دراصل قرآن فہمی کی طرف رجوع کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کورس کے ذریعے قرآن کی عربی کو براہ راست سمجھنے کی استعداد اور صلاحیت پیدا کی جاتی ہے۔ پھر اس صلاحیت اور استعداد کو بروئے کار لاتے ہوئے طلبہ قرآن سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس کورس میں عربی گرائمر کے ساتھ ترجمۂ قرآن (تقریباً پانچ پارے)، قرآن حکیم کا منتخب نصاب، تجوید وحفظ، مطالعہ حدیث اور اصطلاحات حدیث کی باقاعدہ تدریس بھی کی جاتی ہے۔

کورس کے تعارف کے بعد شرکاء کورس میں اسناد اور سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے، اور اوّل، دوم اور سوم آنے والے طلبہ کو کتابیں بطور انعام بھی دی گئیں۔ جن طلبہ نے تمام مضامین میں کامیابی حاصل کی ان کو اسناد دی گئیں اور باقی طلبہ کو سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔ جن طلبہ نے پوزیشنیں حاصل کیں، اُن کے نام یہ ہیں۔

1۔ ڈاکٹر ارشد اقبال (اول پوزیشن) 2۔ عزیز الرحمان (دوم پوزیشن)
3۔ ناصر ذیشان (سوم پوزیشن)

بعد ازاں رجوع القرآن کورس سال دوم کا تعارف کروایا گیا۔ اس کورس میں درج ذیل مضامین کی تدریس شامل تھی: 1۔ مکمل ترجمۃ القرآن 2۔ حدیث 3۔ فقہ 4۔ اصول تفسیر 5۔ اصول حدیث 6۔ اصول فقہ 7۔ عقیدہ 8۔ عربی زبان وادب 9۔ اضافی محاضرات 10۔ عالم اسلام اور احیائی تحریکیں: تاریخی اور تجزیاتی مطالعہ

اس کے بعد شرکائے کو کورس میں اسناد اور سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے۔ پوزیشن ہولڈرز کے نام یہ ہیں: 1۔ شہرام اقبال (اوّل پوزیشن) 2۔ محمد الیاس (دوم پوزیشن)
3۔ سجاد خان (سوم پوزیشن)

آخر میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے شرکائے کورس کو نصیحت کی کہ خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ کا مصداق بننے کے لئے جو آپ نے سیکھا ہے اسے دوسروں کو سکھائیں۔ اس کے ساتھ ہی اجتماعی دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔ (مرتب: ذیشان دانش خان)

تنظیم اسلامی حلقہ بالائی سندھ کے زیر اہتمام سکھر شہر میں مظاہرہ

مرکز کے دیئے گئے پروگرام کے مطابق حلقہ بالائی سندھ کے زیر اہتمام 29 اپریل 2007ء کو سکھر میں طاغوتی نظام کے خلاف اور اسلامی نظام کے حق میں ایک مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرہ کے لئے بروقت تیاری کر لی گئی تھی اور رفقاء کو بھی وقتاً فوقتاً شرکت کے لئے ترغیب وتشویق دی جاتی رہی۔ مظاہرہ سے کچھ دن پہلے حلقہ بھر میں چھ ہزار ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔ عنوان تھا: ''آیئے فیصلہ کریں! غلامی یا آزادی۔ اس کے علاوہ مظاہرہ کے لئے بھی تین ہزار

ہینڈ بلز، 16 عدد بینرز اور 16 عدد ٹی بورڈز تیار کروائے گئے۔ مظاہرہ کے لئے اکثر رفقاء مقررہ تاریخ اور وقت پر دفتر حلقہ پہنچ گئے۔ مقامی رفقاء کو گھنٹہ گھر پہنچنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ بعد نماز عصر امیر حلقہ نے رفقاء کو مظاہرہ کے متعلق ہدایات دیں۔

گھنٹہ گھر پہنچتے ہی رفقاء و احباب بینرز اور ٹی بورڈ لے کر گھنٹہ گھر کے گرد کھڑے ہو گئے کچھ رفقاء ہینڈ بلز تقسیم کرتے رہے اور کچھ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ حکومت وقت سے مطالبات کرتے رہے کہ باطل اور طاغوتی نظام کو جڑ سے اکھاڑ کر اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ مظاہرہ بالکل خاموش اور پر امن تھا۔ ماسوائے چند رفقاء کے جو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ تنظیم اسلامی کا مؤقف عوام کے سامنے بیان کر رہے تھے۔ نماز مغرب سے ذرا پہلے دعا کے ساتھ مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔ مظاہرہ میں 50 رفقاء اور 10 احباب نے شرکت کی۔ آخر میں امیر حلقہ نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ (رپورٹ: نصر اللہ انصاری)

تنظیم اسلامی نارتھ کراچی کا دعوتی اجتماع

یکم مئی 2007ء کو تنظیم اسلامی نارتھ کراچی کے زیر اہتمام دعوتی اجتماع کا پروگرام رفیق تنظیم ڈاکٹر عدنان مغیث کے گھر منعقد ہوا۔ رفقاء تنظیم تقریباً گیارہ بجے جمع ہو گئے۔ مقامی امیر تنظیم نے افتتاحی کلمات کے ساتھ پروگرام کی غرض و غایت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی دعوت کا دائرہ کار بڑھانا ہے اور الاقرب فالاقرب کے ساتھ ساتھ اپنی دعوت عام افراد تک پہنچانی ہے۔ انہوں نے ناظم پروگرام اور تمام ذمہ داران کا تعارف کرایا۔ ناظم پروگرام نے مختلف علاقوں کے لئے گروپ تشکیل دیئے۔ ناظم تربیت نے آداب گشت بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپس میں گفتگو سے پرہیز کریں اور دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے نظروں کی حفاظت کا خاص خیال رکھیں۔

تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تین گروپس نے گشت کا آغاز کیا اور درس قرآن کی دعوت اور تنظیم کی فکر لوگوں تک پہنچائی۔ نماز ظہر کے بعد مختلف مساجد میں پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ ٹھیک دو بجے اسامہ انوار کی تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد ناظم پروگرام نے احباب کو خوش آمدید کہا۔ ناظم دعوت طارق امیر پیرزادہ نے قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر درس قرآن دیا جس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ عبادت رب کے ساتھ ہم شہادت و اقامت دین کا فریضہ ادا کریں۔ انہوں نے اقامت دین کی جدوجہد کے لئے التزام جماعت کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی اور تنظیم اسلامی کا فکر پیش کرتے ہوئے شرکاء کو اُس میں شمولیت کی دعوت دی۔ آخر میں شرکاء کا شکریہ ادا کیا گیا اور احباب کو میثاق کے شمارے اور تنظیم کا لٹریچر تحفتاً پیش کیا گیا۔ دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

اس پروگرام میں نارتھ کراچی تنظیم کے 24 اور نارتھ ناظم آباد تنظیم کے 2 رفقاء اور 11 احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: عطاء الرحمٰن عارف)

تنظیم اسلامی دیر کے زیر اہتمام دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی دیر شہر کے زیر اہتمام ایک دعوتی اجتماع 5 مئی 2007ء بروز اتوار بمقام گورنمنٹ مڈل سکول دیلی نکوٹ منعقد ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی اور ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی بروز ہفتہ شام کے وقت دیر سے پہنچے رات راقم کے ہاں گزاری۔ صبح 9 بجے تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد امیر تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی جناب محمد فہیم نے فرائض دینی کا جامع تصور اور بندۂ مومن کی دینی ذمہ داریوں پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ بندۂ مومن خود اللہ کا فرمانبردار بندہ بنے، عوام الناس پر شہادت قائم کرے اور اقامت دین کے لئے جدوجہد کرے۔ انہوں نے منہج انقلاب نبوی ﷺ کو مختصراً بیان کیا اور رفقاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ مقامی امیر تنظیم کے بعد ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی جناب ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے دعوت کے موضوع پر مختصر مگر جامع خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ ہر پیغمبر نے اپنے وقت کے لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف دعوت دی۔ اور اب یہ ہمارا فرض ہے کہ دعوت دین کا حق ادا کرنے کی سعی کریں۔ تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں کوئی یہ دعویٰ نہ کرے کہ ہمیں کسی نے دین کی دعوت نہیں پہنچائی۔

پروگرام کے آخر میں صدر مجلس، جماعت اسلامی کے رکن جناب فضل ربی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس پروگرام میں دیر تنظیم کے 8 رفقاء، بی بیوڑ کے تین رفقاء کے علاوہ 35 احباب نے شرکت کی۔ ایک بجے دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: سعید اللہ خان)

بقیہ: اداریہ

پنجاب میں مہنگائی، بے روزگاری، ڈاکہ زنی، لاقانونیت، نام نہاد روشن خیالی اور امریکہ غلام پالیسی کی وجہ سے صدر مشرف کے خلاف زبردست نفرت پائی جاتی ہے۔ اس کا نزلہ مسلم لیگ "ق" پر گرے گا۔ لہٰذا مسلم لیگ "ن" کے لیے میدان صاف ہوگا۔ صوبہ سرحد میں بھی پہلے والی صورتِ حال قائم رکھنا دشوار ہو جائے گا۔ بلوچستان میں جے یو آئی کی پوزیشن مضبوط رہی ہے، لیکن وہاں مشرف کا ساتھ دینا ایم ایم اے کو مہنگا پڑ سکتا ہے۔ قصہ کوتاہ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ایم ایم اے نئی اسمبلی میں اپنی موجودہ قوت کو بھی برقرار نہیں رکھ سکے گی۔ بیلٹ سے مایوس ہو کر بلٹ کا راستہ اختیار کرنے والوں نے بھی اسلام کو بدنامی کے سوا کچھ نہ دیا۔ وہ دین جو بلاوجہ درخت کاٹنے کی اجازت نہیں دیتا، وہ غیر حربی کافروں کے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کے قتل عام کی اجازت کیسے دے سکتا ہے۔

ہمارے پاس ایک اور صرف ایک راستہ بچتا ہے۔ وہی راستہ جو دین قائم کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے اختیار کیا۔ نیک اور شریعت کے پابند افراد پر مشتمل جماعت قائم کی جائے۔ اُن سے سمع و اطاعت کی بیعت لی جائے۔ اُنہیں نظم کا خوگر بنایا جائے۔ جب ایسی ایک بڑی جماعت تشکیل پا جائے تو پھر باطل نظام سے تصادم مول لیا جائے۔ وگرنہ بیلٹ کی عیاریاں اور بُلٹ کی تباہ کاریاں ہماری دنیا اور آخرت دونوں تباہ کر دیں گی۔ دنیا میں ہم اس کے نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کی مسترد شدہ اور مغضوب قوم یہود کے ہاتھوں فلسطینی گاجر مولی کی طرح کٹ رہے ہیں۔ مشرک اور اوہام پرست ہندوؤں کے ہاتھوں پاکستانی مسلمان پٹ رہے ہیں۔ امریکیوں نے افغانستان اور عراق میں قیامت ڈھائی ہوئی ہے اور جہاں کہیں کافر قوم سے مسلمان محفوظ ہیں، وہاں خود ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ یہ عذاب الٰہی ہے۔ اسے ٹالنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ پہلے ایک اسلامی ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے، پھر اُسے دوسرے ممالک میں پھیلایا جائے۔ کافر سپریم قوت آپ کے پاؤں میں گر جائے گی۔ اس معاملے میں اہم ترین ذمہ داری اُس ملک کے مسلمانوں کی ہے جنہوں نے اسلام کے نام پر آزاد مملکت حاصل کی تھی۔ ہم سیاسی مذہبی اور غیر سیاسی مذہبی جماعتوں سے دست بستہ عرض کرتے ہیں وہ سوچیں کہ اُن کی اصل ذمہ داری کیا ہے۔ کیا وہ اسمبلی کی چند نشستیں حاصل کر کے موجودہ فرسودہ اور باطل نظام کو بدل سکیں گے؟ انتخابات سے چہرے بدلتے ہیں، نظام نہیں بدلتا۔ لہٰذا سیاسی مذہبی جماعتوں اور علمائے کرام کا فرض ہے کہ وہ اسلامی انقلاب کے لیے لوگوں کی رہنمائی کر کے اللہ کو راضی کرنے کی بھرپور کوشش کریں کہ انسان کی ذمہ داری سعی و کوشش ہے۔ نتائج اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

ذکریٰ جدید، نئی دہلی

(اسلام کا خاندانی نظام نمبر)

ضخامت: 256 صفحات — قیمت: 35 ہندوستانی روپیہ

اس خصوصی شمارے پر ماہنامہ حکمت قرآن مارچ 2007ء میں تبصرہ شائع کیا گیا تھا اور قارئین کی سہولت کی خاطر یہ شمارہ انڈیا سے محدود تعداد میں منگوایا گیا تھا، جو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اس کے حصول کے خواہش مند قارئین نوٹ فرمالیں کہ اس خصوصی شمارے کے مزید شمارے انڈیا سے منگوا لیے گئے ہیں۔

مندرجہ ذیل پتہ پر 70 روپے (پاکستانی) بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے آپ یہ شمارہ رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کر سکتے ہیں۔

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ۔ **قرآن اکیڈمی**، 36-k ماڈل ٹاؤن لاہور

حیدر آباد دکن میں دھماکہ

جمعہ بتاریخ 19 مئی کو حیدر آباد دکن کی تاریخی مکہ مسجد میں دھماکے کے باعث 12 مسلمان شہید ہوگئے، جبکہ پچاس زخمی ہوئے۔ اس حادثے کے بعد مسلمانوں میں اشتعال پھیل گیا۔ وہ حکومت کے خلاف مظاہرے کرنے لگے۔ جب ایک جلوس مندر کی طرف بڑھ رہا تھا، تو پولیس نے یہ سوچ کر مظاہرین پر فائرنگ کردی کہ وہ اُسے تباہ کرنے جا رہے ہیں۔ اس واقعے میں بھی چار مسلمان شہید ہوگئے۔

بھارت کے طول وعرض میں ان حادثات پر غم وافسوس کا اظہار کیا گیا۔ ماہرین نے اسے دہشت گردی قرار دیا۔ یاد رہے کہ عموماً بھارتی حکومت مسلمانوں سے دہشت گردی کا ناتا جوڑتی ہے۔ لیکن اب خیال ظاہر کیا جارہا ہے کہ یہ دھماکہ ہندو انتہا پسندوں نے کرایا ہے تاکہ آندھرا پردیش میں مذہبی فسادات کروا کر کانگریس حکومت گرائی جاسکے۔

امریکیوں نے دو ہزار افغان بے گھر کر دیئے

ریڈکراس کی رپورٹ کے مطابق صرف ماہ اپریل میں امریکیوں اور طالبان مجاہدین کے مابین جھڑپوں سے تقریباً 200 گھر تباہ ہوگئے۔ یوں ان میں رہنے والے دو ہزار شہری ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ ریڈکراس نے امریکیوں پر زور دیا ہے کہ وہ اپنے حملوں میں بے گناہ افغان شہریوں کو نشانہ نہ بنائے۔

خالدہ ضیاء اور حسینہ واجد کی مخالفت

بنگلہ دیش کے الیکشن کمیشن نے فیصلہ کیا ہے کہ گھر گھر جا کر ووٹروں کی نئی فہرست بنانے کے بجائے یہ فہرست سابقہ فہرستوں کی مدد سے تیار کر لی جائے۔ اس پر بیگم خالدہ ضیاء اور حسینہ واجد نے سخت ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک دوسرے کی انتہائی مخالف بیگمات کسی ایک بات پر متفق ہوئی ہیں۔ انہوں نے الیکشن کمیشن سے کہا ہے کہ وہ گھر گھر جا کر فہرست تیار کرے تاکہ اس میں کوئی خامی نہ رہے۔

ایران نے سختی کم کر دی

ایرانی اور افغان حکام کی گفت وشنید کے بعد یہ طے پاگیا ہے کہ ایران اپنے ہاں سے افغان مہاجرین بتدریج نکالے گا، تاکہ افغانستان کا کمزور انفراسٹرکچر انہیں اپنے اندر جذب کرلے۔ پچھلے دنوں ایرانی حکومت نے پچاسی ہزار مہاجرین افغانستان بھجوا دیئے تھے۔ اس مسئلے کی زد میں آکر دو افغان وزیروں کو اپنے عہدوں سے ہاتھ دھونے پڑے۔ ایرانی حکومت دراصل ان مہاجرین کو نکال رہی ہے جو کاغذات کے بغیر غیر قانونی طور پر ایران آئے ہیں۔

الفتح اور حماس میں جھڑپیں

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مشترکہ دشمن، اسرائیل کے خلاف نبرد آزما ہونے کے بجائے فلسطینیوں کی دونوں بڑی جماعتیں ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ رہی ہیں۔ اقتدار کے نشے نے انہیں مشترکہ کاز سے بے خبر کر دیا ہے۔ لگتا ہے کہ دونوں جماعتوں کے مابین معاملات انا اور ضد کی حد تک جا پہنچے ہیں اور یہ صورت حال فلسطینیوں کو بہت نقصان پہنچا سکتی ہے۔ انہی حالات سے فائدہ اٹھا کر اسرائیلی حکومت کبھی اعلان کرتی ہے کہ وہ مشرقی بیت المقدس میں یہودیوں کے نئے گھر تعمیر کرے گی اور کبھی کہتی ہے کہ وہ فلسطینی علاقوں میں مزید یہودی بستیاں بنائی جائیں گی۔

فی الوقت الفتح اور حماس، اندرونی اختلافات ختم کر کے اسرائیلی حکومت کے خلاف صف آراء ہو جائیں۔ لبنان میں شکست کھانے کے بعد اسرائیلی حکومت شکست و ریخت کا شکار ہے اور یہ اپنے مطالبات منوانے کا اچھا موقع تھا، مگر فلسطینی گروہوں نے اسے گنوا دیا۔

اسلام آباد میں او آئی سی کا اجلاس

پچھلے ہفتے اسلام آباد میں اسلامی سربراہ کانفرنس کے ستاون رکن ممالک کے وزرائے خارجہ کا اجلاس ہوا۔ اس موقع پر اسلامی ممالک نے مطالبہ کیا کہ حملہ آور افواج فوراً عراق سے نکل جائیں تاکہ ملک میں امن واستحکام جنم لے سکے۔ اس موقع پر یہ اعلان بھی کیا گیا کہ ایران پر امن مقاصد کے لیے ایٹمی توانائی حاصل کرسکتا ہے۔ اس سے قبل عراقی وزیر خارجہ نے عراق میں اسلامی ممالک کی فوج بھجوانے کی تجویز مسترد کردی۔ انہوں نے کہا کہ عراقی عوام اس امر کی حمایت نہیں کریں گے۔

استنبول میں پیراکی کے لباس پر پابندی

ترکی کے سب سے زیادہ بڑے شہر استنبول کی بلدیہ نے شہر میں پیراکی کے لباس فروخت کرنے والے اسٹوروں کو حکم دیا ہے کہ وہ بکنی اور دیگر سوئٹوں میں ملبوس نیم برہنہ عورتوں کی تصاویر سرعام نہ لگائیں۔ اُس حکم پر سیکولر جماعتوں نے ناراضی کا اظہار کیا ہے۔ دراصل وہ اسے ترکی میں اسلام پسندوں کے بڑھتے اثر کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

پچھلے دنوں ترکی کی سیکولر طاقتوں نے مظاہرے کرکے اپنی طاقت کا اظہار کیا ہے مگر ماہرین کا کہنا ہے کہ 22 جولائی کے پارلیمانی انتخابات میں برسر اقتدار جماعت، اے کے پارٹی ہی جیتے گی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سیکولر سیاسی جماعتوں میں اتفاق نہیں ہے۔ خصوصاً مرکزی سیکولر جماعتوں، ریپبلکن پیپلز پارٹی اور ڈیموکریٹک لیفٹ پارٹی کے لیڈر ساتھ بیٹھنا گوارا نہیں کرتے۔ کچھ ماہرین کا تو کہنا ہے کہ سیکولر جماعتیں انتخابات میں 10 فیصد ووٹ بھی نہیں لیں پائیں گی۔ پارلیمان میں پہنچنے کے لیے کم ازکم 10 فیصد ووٹ لینا ضروری ہے۔

الجزائر میں عام انتخابات

افریقہ اور دنیائے اسلام کا یہ اہم ملک 1992ء میں ایک انقلاب سے گزرا تھا، جب سیکولر فوج نے اسلام پسندوں کو اقتدار میں آنے سے روک دیا۔ اس کے بعد خوفناک خانہ جنگی شروع ہوئی جو دو لاکھ انسانوں کی جان لے گئی۔

پچھلے ہفتے الجزائر میں 1992ء کے بعد تیسری بار پارلیمانی انتخابات ہوئے۔ بدقسمتی سے اس میں بہت کم الجزائریوں نے ووٹ ڈالے اور ٹرن آؤٹ صرف 35 فیصد رہا۔ یہ الجزائر کی انتخابی تاریخ میں سب سے کم ٹرن آؤٹ ہے۔

پارلیمان کی 389 نشستوں میں سے برسراقتدار جماعت، نیشنل لبریشن فرنٹ نے سب سے زیادہ نشستیں جیتیں یعنی 136۔ اس کے بعد ریلے فار نیشنل ڈیموکریسی کا نمبر رہا جس نے 61 نشستیں جیتیں۔ معتدل اسلامی جماعت، موومنٹ فار سوسائٹی اینڈ پیس نے 52 نشستیں جیتیں۔ ان تینوں جماعتوں کا اتحاد ہی الجزائر پر حکومت کر رہا ہے۔

الجزائر تیل برآمد کرنے والے ممالک میں شامل ہے اور بڑھتی قیمتوں کے باعث اس کے پاس 80 ارب ڈالر کا زرمبادلہ جمع ہوگیا ہے۔ مگر عام آدمی کو اس ترقی سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچا۔ اب دیکھتے ہیں کہ الجزائر کی نئی حکومت ان اہم مسائل سے کیونکر نمٹتی ہے

انڈونیشیا کے جزیرے کتنے ؟

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ انڈونیشیا سترہ ہزار سے زائد جزائر کا ملک ہے لیکن اب جزیروں کی صحیح تعداد جاننے کے لیے ایک سروے کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ دراصل انڈونیشی حکومت نئی پالیسیاں بنا رہی ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ اس کے پاس ہر جزیرے کا ریکارڈ موجود ہو۔ مثلاً وہاں کتنی آبادی ہے، وہاں کس قسم کے وسائل پائے جاتے ہیں اور کیسی معدنیات ملتی ہیں۔

may be necessary to accept the Taliban as a fact of life. Headline of the same report speaks volumes of the reality: "Time to Talk peace with Taliban: Beleaguared Karzai sees little alternative to truce."

The ground realities as reported by non-Muslims reporters confirm that Taliban were the least evil then and they are the least evil today. As Sonali Kolhatkar puts it:

"The Taliban were initially welcomed into Afghanistan in 1996 by war-weary Afghans who were promised an end to the chaos and violence of the US-backed jihadis. Afghans were so desperate for peace, they accepted the word of anyone who promised it to them. Once they realized how oppressive the Taliban was, they changed their mind. Today, it's a similar situation. The US/NATO and the Northern Alliance warlords are so violent that Afghans will accept any alternative. It's a matter of choosing the least of all evils. The tragedy is that Afghans have never been given too many options. As I said earlier, polls show that about 70% of Afghans are undecided about who to back - the Taliban or US/NATO and are awaiting the outcome of the battle before they decide which side to pick. But more and more ordinary Afghans are turning to the Taliban to escape the brutality of the US/NATO."

The European think tank, the Senlis Council, recently put out a detailed report on Afghanistan based on months of on-the-ground research. According to them the Taliban control the southern half of the country. They have published maps as well. Other estimates say that the Taliban controls perhaps half a dozen provinces in the south. They cannot do so without popular support today, as they could not do without popular support yesterday. It also proves the point that without support of the opportunist Karzai and the former warlords, there is no popular support for the US occupation and war in Afghanistan. Otherwise, it would not be standing where it stands today.

Note: See full reports mentioned in the article above at: http://www.icssa.org/urduarticles/where_are_we_at_in_afghanistan.php

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کا

رجوع الی القرآن کورس (پارٹ II)

اعلان برائے داخلہ

کورس کا نصاب

۱) مکمل ترجمۃ القرآن
۲) حدیث
۳) فقہ
۴) اصولِ تفسیر
۵) اصولِ حدیث
۶) اصولِ فقہ
۷) عقیدہ
۸) عربی زبان وادب
۹) عالم اسلام اور احیائی تحریکیں: ایک تاریخی اور تجزیاتی مطالعہ
۱۰) اضافی محاضرات

تدریس کا آغاز و دورانیہ :

اس کورس میں داخلے امسال 14 جون 2007ء تک جاری رہیں گے۔ 15 رجون کو صبح 10 بجے داخلہ ٹیسٹ ہوگا۔ تدریس کا باقاعدہ آغاز ان شاء اللہ 18 جون 2007ء سے ہوگا اور اگلے سال مئی کے اواخر تک جاری رہے گا۔ کورس کا کل دورانیہ ایک سال ہے۔ طلبہ کی سہولت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے کورس کو دو مساوی حصوں (سمسٹرز) میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر سمسٹر چھ ماہ کے دورانیے پر مشتمل ہے۔ ہفتے میں 5 دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

اہلیت : کورس میں داخلے کے لیے درج ذیل تعلیمی اہلیت (کم از کم) لازمی ہے:

۱) بی اے/بی ایس سی یا مساوی ڈگری
۲) رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I)

رابطہ و پراسپیکٹس: شعبہ تدریس، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501 فیکس: 5834000
ای میل: irts@tanzeem.org

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو

مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس (2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس کے لئے درج پتہ پر خط (مع جوابی لفافہ) لکھئے:

شعبۂ خط وکتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

Vol: 16 Regd. No. LRL -50 No. 20

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

ABID ULLAH JAN

Where are we in Afghanistan Today

"The ground realities as reported by non-Muslims writers and analysts today confirm that Taliban were the least evil then and they are the least evil today. Most unfortunately, as Muslim writers, we are damned as 'terrorist sympathisers' if we draw similar conclusions."

We have entered an age in which work of Muslim writers is kept under microscope and they are hounded for stating the obvious facts. Writing about the ground realities in Afghanistan falls under the categories, where negating official reports from Washington and London is considered as pro-Taliban, pro-terrorism and pro-Al-Qaeda.

It has, therefore, become necessary to rely on the isolated reports from non-Muslim writers and analysts, who dare report the situation as it is. These reports confirm what was mis-reported earlier.

Reporting on the deteriorating security environment in Afghanistan, Chris Sands of the Independent quoted ordinary Afghans, saying, "The difference between when the Taliban were in government and now is the same as the difference between land and sky. Now we are sick of life and if we are sick of life, how can we enjoy it? What is the meaning of life for us? At that time it had meaning, now it is nothing.'" (May 10, 2007)

Another Afghan compared the present state of affairs in Afghanistan with the Taliban era in these words: "'Yes, we want the Taliban back,' said Haji Abdul Rahman, a tribal elder. 'OK, they had some negative points, but they had a lot more positive points than the Karzai government. If Mullah Omar once said, 'Stop cultivating poppies,' no one would do it all over Afghanistan. Forget about Karzai -- even if his grandfather and father came back from the grave and came together with all the coalition forces, they could not stop poppies being grown.'" (Chris Sands, April 1, 2007).

Yet another Afghan says: "I can only talk about Kandahar city. I think life under the Taliban was very good. If we did not have a full stomach, we could at least get some food and go to sleep. If we went out somewhere, there were no problems. How about now? If we go out, we don't know if we will arrive home or not. If there is an explosion and the Americans are passing, they will just open fire on everyone."

These reports simply vindicate those Muslim writers who reported in late 1990s that the law and order situation in Afghanistan was at its best in the past 25 years. Interestingly Afghans are more fearful of the US and NATO forces today than they were of the Taliban five years ago. Note the opening lines of Chris Sands April 8, 2007 report: "Faiz Mohammed Karigar, a father of two, fled Kandahar when the Taliban held power in Afghanistan because he was against their restrictions on education. Now he wants the fundamentalists back.

'When the Taliban were here, I escaped to the border with Iran, but I was never worried about my family,' he said. 'Every single minute of the last three years I have been very worried. Maybe tonight the Americans will come to my house, molest my wife and children and arrest me.'"

Although Gen. David Richards, a British officer who commands NATO's 32,000 troops in Afghanistan puts a different face on the reality by saying, "They [Afghans] will say, 'We do not want the Taliban but then we would rather have that austere and unpleasant life that that might involve than another five years of fighting,'" but the fact remains is that the present regime in Kabul is nothing more than the gathering of former warlords and drug barons who were supposed to be facing trials for their crimes against humanity.

Sonali Kolhatkar, co-director of the Afghan Women's Mission, wrote in Rediff, India: "The warlords should never have been allowed to run for parliament - they were technically supposed to be disqualified because of their private militias. But now that they are back in power, the government is headed for disaster. In 2005 a survey done by the Afghanistan Independent Human Rights Commission found that the majority of Afghans consider themselves victims of war crimes. They support a war crimes tribunal to prosecute these men. The international community should help an Afghan-led effort to try these men for war crimes and purge them from the Parliament. The US is responsible for allowing them to come back into power."

Besides the trigger happy foreign troops, the major cause for instability in Afghanistan is the presence f the former warlords in the position of power. U.S. scholar Barnett Rubin, who has been to Afghanistan 29 times over more than two decades, told the foreign affairs committee on March 29, 2007 that many Afghans are growing frustrated with the pace of Western efforts to stabilize the country: "They're not at all happy. Support for both the international presence and the government has plummeted in the past year or so."

In short, what is labelled as Taliban insurgency is a popular resistance to the foreign occupation of Afghanistan. On February 16, 2007, Reuters reported Ali Mohammad Jan Orakzai, governor of Pakistan's North West Frontier Province bordering Afghanistan, of saying, "It is developing into some sort of a nationalist movement, a resistance movement, a sort of liberation war against coalition forces."

The US and its allies cannot kill all people resisting occupation in the name of killing the Taliban. Rory Stewart, a writer and former British foreign office official who now heads a charity called Turquoise Mountain in around Kabul was reported in Toronto Star (April 14, 2007) of saying that it is "inaccurate and misleading" to say that "all Afghans want to live in a liberal democratic state is inaccurate and misleading." Ultimately it